مضامین ختم نبوت



ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ



قادیانیت سے توبہ
اور قبولِ اسلام

۱۹۳۲ء کی ابتداء میں انگریز اور ڈوگرہ حکومت کے خلاف احرار کی تحریک کشمیر انتہائی عروج پر تھی

مجلس احرار اسلام کے ایک درجن سے زائد مجاہدین شہید، تمام رہنما اور چالیس ہزار سرفروش رضا کار جیل خانوں میں محبوس تھے

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ۷ رمئی ۱۹۳۲ء بعد نمازِ عشاء باغ بیرون موچی دروازہ لاہور کے جلسہ میں میں نے ترکِ مرزائیت کا اعلان کیا

پھر میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی معیّت میں ترویج و اشاعتِ اسلام، احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے وقف ہو گیا

مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

(ماخوذ: ترکِ مرزائیت)

مضامین ختم نبوت

☆ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختم نبوت
☆ مولانا عبید اللہ سندھی اور مسئلہ نزول مسیح علیہ السلام
☆ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت (مرزا کی تحریروں کے آئینے میں)
☆ مرزائیت کا ماضی و حال
☆ ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی
☆ ''......اور مارشل لاء نافذ کر دیا گیا!''

ابن امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
سابق امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مرکزی دفتر: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961
www.ahrar.org.pk/www.alakhir.com/www.ahmadiyyawatch.com
اشاعت سوم: جمادی الاول 1439ھ / جنوری 2018ء ....تعداد 5000

آغازِ سخن

مجلس احرار اسلام، ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں میں ماں کا درجہ رکھتی ہے۔ فتنہ مرزائیت کے آغاز (۱۸۸۵ء......۱۹۰۱ء) سے لے کر مجلس احرار اسلام کے قیام (۱۹۲۹ء) تک، اس فتنے کا علمی تعاقب اور محاسبہ ہوتا رہا۔ علماء نے تحریری وتقریری مناظروں اور مباحثوں کے ذریعے فتنہ ارتداد کا راستہ روکا اور قلمی جہاد کا حق ادا کردیا۔

خطیب الامت، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مربی ومحسن حضرت علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے حکم پر مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی اور اپنی پوری جماعت کے ساتھ قادیانیت کے شجر خبیثہ پر ہلّہ بول دیا۔ مجلس احرار اسلام نے قلمی جہاد کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کا عوامی سطح پر سیاسی محاسبہ وتعاقب کیا۔ خطباء احرار نے اپنی شعلہ بیانی سے خرمنِ قادیانیت کو پھونک ڈالا اور جلا کر راکھ کا ڈھیر کردیا۔ خطباء ومجاہدین احرار برعظیم کے ہر گوشے میں پھیل گئے اور دشمنانِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نفرت کے شعلے بھڑکائے، الاؤ روشن کیے اور کفر وارتداد کی تبلیغ کا دروازہ بند کردیا۔ احرار، قصرِ ختم نبوت کے چوکیدار بن کر مرزائیوں کی جنم بھومی ''قادیان'' میں فاتحانہ شان وشوکت سے داخل ہوئے اور غدارانِ ختم نبوت کا جینا محال کردیا۔

علماء حق نے جو تحریری کام کیا اس کی تب بھی ضرورت تھی اور آج اس سے کہیں زیادہ شدید ضرورت ہے۔ بلکہ اب تو بات اس سے بھی بہت آگے الیکٹرانک میڈیا تک آپہنچی ہے۔ قادیانی ذرائع ابلاغ کے تمام ہتھیاروں سے مسلح ہوکر عالمی استعمار، امریکہ وبرطانیہ کی مکمل سرپرستی میں دھوکہ دے رہے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کررہے ہیں۔

مجلس احرار اسلام، اپنی جرأت مندانہ ایمانی روایات کے ساتھ، تحریری وتقریری دونوں محاذوں پر فتنہ قادیانیت کے خلاف نبرد آزما ہے۔ رسائل وجرائد اور اخبارات کو ذریعۂ اظہار بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کی تحریروں کو مستقل طور پر الگ سے شائع کرنے اور انہیں عوام تک پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے تقریر وخطابت اور تحریر وانشاء کے میدانوں میں کمالات سے نوازا تھا۔ خطابت تو اُن کی وراثت تھی لیکن قلم قرطاس، صحبت علمی، ذوق نظر اور جذب دروں کا کرشمہ تھا۔ سید عالی نسب، حافظ وقاری، جید عالم دین، شاعر وادیب، صحافی اور حسن اخلاق کے عظیم پیکر تھے۔

فروری ۱۹۸۸ء میں انہوں نے ملتان سے ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' جاری کیا۔ جس میں قادیانیت کے تعاقب میں مجلس احرار اسلام کی علمی وفکری اور عملی سرگرمیاں شائع ہوتیں۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتے۔ احباب کے مشوروں اور دعاؤں کے ساتھ ہم نے ان مضامین کو شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ''مضامین ختم نبوت'' اس سلسلے کی پہلی کوشش ہے۔

آئندہ صفحات میں اُن کے قلم سے نکلے ہوئے چھ مضامین قارئین کی خدمت میں پیش کیے جارہے ہیں جن میں عقیدۂ ختم نبوت پر قرآن وحدیث اور تعامل صحابہ کی روشنی میں دین کی دعوت دی گئی ہے۔ قادیانیوں کے دوغلے چہرے سے نقاب اتار کر مسلمانوں کو اُن کی دھوکہ دہی سے باخبر کیا گیا ہے۔ قارئینِ مطالعہ فرمائیں اور حظ اُٹھائیں۔

سید محمد کفیل بخاری

مدیر، ماہنامہ نقیب ختم نبوت، ملتان

۵؍ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۳؍اکتوبر ۲۰۱۲ء

"لا" کی تلوار

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

"لا" نفی جنس کے لیے ہے۔ یہ فعل پر آجائے یا اسم پر، دونوں کا خاتمہ کردیتا ہے

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا معنیٰ یہ ہوگا کہ: نہیں کوئی نبی میرے بعد

کیا یہ معنیٰ ہوسکتا ہے کہ ظلی، بروزی نبی آسکتا ہے؟ تو پھر-----

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا معنیٰ بھی یہ ہوگا کہ ظلی بروزی خدا موجود ہیں۔ (نعوذ باللہ)

"لَا شَرِیْکَ لَہٗ" نہیں کوئی شریک اُس کا۔ کیا اِس کے معنیٰ یہ ہوسکتے ہیں کہ اللہ کا (نعوذ باللہ) ظلی و بروزی کوئی شریک ہے؟

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ نہیں ہے کوئی بس اور کوئی زور سوائے اللہ کے حکم کے

"لا" جس پر آجائے اس کا تخم مار دیتا ہے اور جہاں داخل ہوجائے سب کو ختم کردیتا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ...... نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ---- یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں

"لا" جب اللہ پر آیا تو اس نے اللہ کے سوا تمام آلہۂ باطلہ کو ختم کردیا

یقیں دانم، دریں عالم کہ **لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا ھُو**

"لا" جب کتاب پر آیا تو قرآن کے بارے میں تمام شکوک کی نفی کردی

جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ---- نہیں کوئی نبی میرے بعد

یعنی میرے بعد کسی زمانہ میں، کسی ملک میں، فی اَیِّ زَمانٍ و فی اَیِّ مکانٍ نہ حقیقی نہ مجازی، نہ ظلی نہ بروزی کوئی نبی اور رسول نہیں۔

"لا" نے جب تمام باطل نبیوں کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا تو اس کے باوجود مرزا قادیانی کہے کہ "میں ظلی بروزی نبی" ہوں تو کیا اس کی یہ بات درست ہے؟

ظِلّ کا معنی ہے سایہ، مرزا کہتا ہے کہ "میں محمد رسول اللہ کا سایہ ہوں"

ظِلّ ہو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اور طواف کرے ملکہ برطانیہ کا

"لعنت بر پدرِ فرنگ"

مسلمانو!

مرزائیوں کے ساتھ بحث مباحثے مت کرو۔ ان سے صرف **"لا"** کا پوچھو

لام، الف، لا، بولنے میں دو حرف ہیں اور کہنے میں **"لا"**۔ جس پر بھی آجائیں اس کا تخم ہی مار دیتے ہیں۔ تمہیں جہاں بھی رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت نہ ماننے والے ملیں تو ان سے **لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ** کا پوچھو

قادیانیوں، مرزائیوں کو بندوق سے نہیں **"لا"** کی تلوار سے مارو

"لا" کی تلوار لو اور میدان میں نکل آؤ

اقتباسِ خطاب

سیّد الاحرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

۱۶ رشعبان ۱۳۷۱ھ ---- ۱۱ رمئی ۱۹۵۲ء

شہدائے ختم نبوت

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت دیکھیے کہ میدانِ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں آٹھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر میں بارہ سو حفاظ قرآن صحابہ تحفظِ ختم نبوت کے لیے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ یہ تاریخ کا زریں باب ہے، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی استقامتِ ایمانی کا اظہار ہے، عقیدۂ ختم نبوت کے حق ہونے پر قرآن وحدیث کی تصدیق ہے۔

قرآن نازل کرنے والے اللہ ہیں، پیش کرنے والے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وصول کر کے اس پر عمل کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تختِ ختم نبوت کی حفاظت اس شان سے کی کہ پہلے صحابہ کی لاشوں کا فرش بچھا، پھر اُس پر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی سواری گزری، تب دین ہم تک پہنچا۔

۱۹۵۳ء کی تحریکِ مقدس تحفظِ ختم نبوت میں جاں نثارانِ ختم نبوت نے شہداء یمامہ کا سبق دہرایا۔ انہوں نے لاہور کے بازاروں میں اپنی لاشوں کا فرش بچھایا، اُن کا خون سیلاب کی طرح بہا، پھر دنیا نے دیکھا کہ خونِ شہیداں رنگ لایا۔

شہیدِ عشقِ محمد کا احترام کرو
کہ اُس سے برزخ ومحشر میں احتساب نہیں

اقتباسِ خطاب

جانشین امیر شریعت، مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۱ر دسمبر ۱۹۸۶ء، چنیوٹ

سلام

(شہدائے ختم نبوت 1953ء)

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سلام اُن پر کہ میرِ کارواں تھے
سلام اُن پر کہ پیرِ عارفاں تھے
سلام اُن پر نبی کے عاشقاں تھے
سلام اُن پر قتیلِ فاسقاں تھے
سلام اُن پر عدوِ کاذباں تھے
سلام اُن پر کہ حق کے پاسباں تھے
سلام اُن پر کہ وہ برقِ تپاں تھے
سلام اُن پر کہ وہ شعلہ فشاں تھے
سلام اُن پر شہادت جن کی منزل
سلام اُن پر جو مر کے جاوداں تھے
سلام اُن پر کہ وہ جانِ جہاں تھے
سلام اُن پر شہادت میں جہاں تھے
سلام اُن پر جو قاتلِ اعظم * کے مقابل
سلام اُن پر نہتے ناتواں تھے

*ڈائر ثانی جنرل اعظم خان

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابدی و آفاقی اعلانِ رسالت و ختم نبوت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف۔ آیت:۱۵۸)

اے انسانو! تحقیق بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کے لیے۔

اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ وہ اپنی رسالت کا اعلان فرمائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے سکھائے ہوئے لفظوں کو دہرایا اور تمام انسانوں کو مخاطب بنایا۔ وہ انسان جو عہدِ رسالت مآب میں زندہ تھے یا عہدِ رسولِ مبین کے بعد پیدا ہوئے یا ازمنہ وسطیٰ میں صفحۂ ارضی پر اپنے اعمال کی چھاپ چھوڑ گئے یا قیامت تک آنے والے انسان جو اپنی عملی زندگی کے نشانات کتاب ارضی میں ثبت کریں گے، وہ سرخ و سفید ہوں، کالے ہوں یا گندمی، عرب ہوں یا عجمی سبھی اس خطاب کے مخاطب ہیں۔ یہ خطابِ رسول زمان و مکان کی قید سے آزاد اور قومیت و وطنیت سے بھی ماوراء و منزہ ہے۔

اور وہ انسان بھی جو کسی نسبت کے مقید ہیں یعنی یہودی، عیسائی، صابی، مجوسی، زرتشتی، بدھسٹ، بالمیکی، ہندو، مظاہر پرست، نجوم و کواکب پرست، اصنام پرست، اشخاص پرست، اور وہ مخلوق بھی جسے عہدِ جدید کی تحقیقات انسان کہے۔ برفانی انسان (اگر وہ انسان ہے) سب اور اس کائنات میں جہاں کہیں بھی زمینوں، آسمانوں میں انسان نام کی کوئی مخلوق دریافت ہو وہ سب اس خطابِ عام میں شامل و مخاطب ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب قیامت تک اس فضاء بسیط میں گونج رہا ہے۔ جدید تحقیقات نے اب یہ بات ثابت کردی ہے کہ ماضی قریب و بعید کی تمام آوازیں فضاء میں موجود ہیں اور محفوظ کی جاسکتی ہیں۔ اس حوالہ سے بھی یہ صدائے اعلانِ رسالت ہر لحظہ و ہر آن صوتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی لہروں سے فضا میں ارتعاش پیدا کررہی ہے اور بار بار یہ

اعلان اپنی پکار، اپنی نوعی اور معنوی دعوت کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ اے زمین و آسمان میں بسنے والے انسانو! اے تمام زمانوں کے انسانو! اے تمام مکانوں کے انسانو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت کریمہ کا اعلان عام ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی بڑی روشن دلیل ہے کہ جب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور مکانوں کے انسانوں کے لئے ہے اور ایسا کوئی زمانہ ہے نہ ایسی کوئی جگہ ہے جہاں جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور عصمت و امامت کا علم نہ لہرایا گیا ہو اور جہاں یہ اعلانِ رسالت براہِ راست یا بالواسطہ نہ پہنچا دیا گیا ہو اب کسی زمانہ و کسی جگہ میں کوئی نبی پیدا ہوگا تو کیوں؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟ وہ آکر کیا کرے گا؟ کیا سنائے گا؟ کیا سکھائے گا؟ کس کا تزکیہ کرے گا؟ کسے حکمت سکھائے گا؟ کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ رسالت سے بڑھ کر کوئی نیا اعلان کرے گا؟ یا وہ اس اعلان کے مساوی رتبہ پاکر اعلان کرے گا؟ یا وہ اس سے کمتر درجہ پر فائز ہوکر اعلان کرے گا؟ ظاہر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ماضی میں کوئی نہ بڑھ سکا، آپ کے عہدِ خیر و برکت میں کوئی برابر نہ ہوسکا۔ کسی کا چراغ نہ جل سکا، برابر ہونا اور چراغ جلانا تو بڑی بات ہے۔ اس پورے عہد میں کوئی بھی نہ ٹھہر سکا۔ بہتوں نے سرتوڑ کوشش کی۔ لسانی، جسمانی اور مادی توانائیوں سے لیس ہوکر بیسیوں مدمقابل ہوئے مگر "فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ" (سورۃ الفیل) وہ کھائے ہوئے بھوسے کی طرح بنادیئے گئے اور جو آپ سے رتبہ میں چھوٹے تھے وہ سب کے سب اللہ نے ماضی میں نبوت و رسالت کے ابتدائی و ارتقائی مراحل میں بھیج دیئے۔ وہ آئے اور صرف اپنی قوموں کو سنوارنے کے لیے آئے اور ان سب سچوں نے (علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات) نے اپنی اپنی نبوت و رسالت کی راجدھانی میں ادائیگی فرض میں ان کمالاتِ فائقہ کا مظاہرہ کیا اور ایسی مضبوط و قوی جدوجہد فرمائی اور ایثار و قربانی کے ایسے نقوش جریدۂ عالم پہ ثبت کیے کہ انسانی مزاجوں کی ارضِ ناہموار ایک بہت بڑے آنے والے کے لیے ہموار کردی اور ان تمام انبیاء صادقین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے اپنے عہد میں اس سب سے عظیم و بزرگ آنے والے کی بشارتیں بانٹیں، حُسنِ مستقبل کی خوش خبری دی۔

يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (سورۃ الصف: آیت ٦)

میرے بعد (اب) جس نے آنا ہے ان کا نام نامی ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب پوری انسانیت کو ایک کے انتظار میں سنوارا سجایا اور وہ آنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ جو سب سے اعلیٰ تھے۔ جو نبوت ورسالت کے ارتقاء وکمال کی انتہاء تھے۔ اب اگر کسی نے آنا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ چڑھ کر آئے۔ اب جو آپ سے کم تر درجہ کا پیدا ہو تو عروج سے زوال کی طرف آنے والی بات ہے اور عظمت سے پستی کی طرف آنے کا تصور بھی کونین کی ہلاکت کے مترادف ہے۔ چہ جائیکہ سب چھوٹوں سے بھی چھوٹا، نہیں چھوٹا ہی نہیں حقیر اور صرف حقیر نہیں حقیر ترین ہمیں اپنی حقیر ترین شخصیت کی طرف بلائے۔ اس امت کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کیا ہو سکتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شمولیت کو فخر سمجھیں اور اپنے امتیوں کو حضور کی اتباع میں دیکھ کر فرحت وانبساط کا اظہار کریں اور ایک حقیر ترین شخص، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گرامی کو اپنی اتباع کی طرف پکارے۔ بغاوت اور کسے کہتے ہیں یہی تو بغاوت ہے۔ نبوت ورسالت محمد کی، عباءِ ختم نبوت محمد کی، امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اطاعت مرزا قادیانی کی! (لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واعوانہ وانصارہ)

ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

کیا اب انسان اس چھوٹے، کھوٹے اور جھوٹے موٹے کے پیغامِ نافرجام کے منتظر ہیں؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت...... قیامت تک، آپ کی رسالت...... قیامت تک، آپ کی امامت...... قیامت تک، آپ کی امت...... (وہ تمام انسان جو قیامت تک آئیں گے) قیامت تک تو مسٹر گاما قادیانی کس نسل کے لئے ہے؟ اور کس زمانے کے لئے ہے؟ اور وہ بحیثیت مجدد، مہدی، خلیفہ وامام اور بحیثیت نبی کیا کرے گا آکر؟ کیا دین میں کوئی کمی ہے جسے وہ آکر پورا کرے گا؟ کیا نبوت میں کوئی نقص تھا جس کی اس نے تکمیل کرنی ہے؟ کیا انسان دینِ اسلام اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیر ہو چکے ہیں؟ (معاذ اللہ) جو گاما ان کی پیاس بجھائے گا:

حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

اب تو جو بھی اس وادی میں قدم رکھے گا ذلیل ورسوا ہوگا۔ منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ پھر قرآن حکیم میں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وآمد کا ذکر سابقہ نبیوں نے فرمایا۔ اگر حضور علیہ السلام کے بعد بھی سلسلۂ نبوت ورسالت باقی رہنا ہوتا تو یقیناً قرآن کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلام کی زبانی اس کی تفصیل بیان ہو جاتی تو ہم سمجھتے کہ ابھی نبوت تکمیل کے مراحل میں ہے اور ابھی یہ اپنے عروج، کمالِ ارتقاء، اور منتہاء مقصود تک نہیں پہنچی۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبوت ورسالت کو ارتقاء کی تمام گھاٹیوں، منزلوں اور مرحلوں سے گزار کر عروج وکمال کی انتہاء تک پہنچا کے یہ سلسلہ مکمل کر دیا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (المائدہ: آیت ۳)
آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔

یعنی دونوں چیزیں اپنے کمال پر پہنچ چکی ہیں ان میں کوئی کمی، نقص، عیب، ضعف وکمزوری یا نارسائی کی کوئی بات نہیں رہی۔ نبوت ورسالت اور پیامِ نبوت ورسالت دونوں اللہ کی طرف سے ہدایت کے لیے بے مثال وباکمال ہیں۔ اب نہ تو کوئی پیام باقی ہے جو نازل کیے جانے کے قابل ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ہے جو نبوت کا اہل ہے اور امام الانبیاء وخاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بڑے بلیغ پیرائے میں یہ اعلان کرنے کو فرمایا۔ چنانچہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ
محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے (یا نبیوں پر مہر) (الاحزاب: آیت ۴۰)

اللہ پاک نے اس آیتِ کریمہ میں حقیقتِ باطنی کو الفاظ کے ظاہری جسم میں منتقل فرما دیا کہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ نبوت نے اپنے تمام مراحل کا عبوری سفر کر کے اپنی منزل پالی ہے اور یہ تو صدیوں کا سفر کر کے یہاں پہنچی ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد کون ہے جو اس منزل سے نکلے اور کون ہے جو عظمتوں کی بلندی کے بعد ذلتوں کی پستی میں اترے۔

بعض لوگ مرزا قادیانی کی ابلیسی تاویلات کو پیش کرتے ہیں اور اس کے ماننے والے موذی بھی لباسِ تاویل میں ملبوس اور دھوکہ وفریب میں مصروف نظر آتے ہیں وہ اس آیت کریمہ کے مضمون میں مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو چار لڑکے تھے اور تم کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔

حالانکہ جواب قرآن کے الفاظ میں موجود ہے مِن رِّجَالِكُم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ بچوں کے باپ کی نفی نہیں فرمائی۔ مرد کی نسبت نفی ہے۔ ظاہر ہے حضور علیہ السلام چار بچوں کے

والد ماجد تو تھے جو بچپن میں ہی موت نے آلیے اور وہ مرد نہ بن سکے۔ مرد تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بنے
اور ظاہر ہے وہ بیٹے نہیں (چچازاد) بھائی تھے۔ زید اور اسامہ رضی اللہ عنہما یہ سب امتی اور غلام ہی تو تھے،
صلبی اولاد نہ تھے۔ اور اگر کوئی اس پر اصرار کرے کہ علی، زید، اسامہ یا کوئی اور اولاد ہی تھے تو قرآن
کریم نے اس کی نفی فرمادی۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَ كُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذَالِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ (سورۃ احزاب: آیت ۴)

تم جنھیں منہ سے بیٹا کہہ کے پکارو وہ تمہارے بیٹے نہیں بلکہ یہ تو صرف منہ کی بات ہے

ویسے عظمت و رحمتِ نبوت کی عمومیت کے اعتبار سے تو آپ ساری امت کے مرد و زن کے
والدِ ماجد ہیں۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کے پیدا ہونے والی نسلِ آدم
اولاد رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے (عظمۃ) یہ بھی ایک مفہوم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشادِ عالی کا۔ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ (مشکوٰۃ: ص ۵۱۱)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّی اُبَاهِیْكُمُ الْاُمَمَ (کنز العمال صفحہ ۲۳۲، جلد ۶)

”بے شک تحقیق میں تمہاری اکثریت پر دوسری امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔“

مرزائیوں کا نامعقول اور تلبیسی عمل یہ بھی ہے کہ جو مسلمان دینی تعلیم کی نعمت سے محروم ہیں۔
زبان و بیان، لغت اور گرامر تک سے قطعاً ناآشنا ہیں گو جدید تعلیم یافتہ ہیں انھیں لفظ ”خَاتِمْ“ کے لغوی
معنیٰ میں الجھا کر چت کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس صدی کے ہمارے اسلاف امام المحدثین حضرت مولانا
محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ
امرتسری، امیر المناظرین حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی
اموی، (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور دیگر بزرگانِ ملت و رہنمایانِ امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) نے
اس موضوع پر اس قدر علمی خدمت کی ہے کہ عام اردو پڑھنے والا مسلمان بھی اگر تھوڑی سی توجہ کرے تو
یہ مشکل نہایت آسان ہو جاتی ہے۔

(۱)......لفظ ”خَاتَمِ“ اگر زبر اور زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہیں نگینہ اور مہر جس پر نام یا عبارت کندہ کرائی جائے۔

(۲)......”خاتِمْ“ زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا معنیٰ انگوٹھی بھی ہے۔

(۳)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو آخر القوم‘ قوم کا آخری فرد بھی اس کا معنیٰ ہے۔

(۴)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی کو بھی کہتے ہیں۔

(۵)......زیر اور زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کے معنی گدی کے نیچے کا گڑھا ہے۔

(لسان العرب، تاج العروس، صحاح جوہری، قاموس، منتہی الادب وغیرہ دیکھئے)

اب مرزائی بتائیں ان پانچوں معنوں میں سے کون سا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کرنا وہ پسند کرتے ہیں، ان معنوں میں سے کوئی معنی باعتبارِ فصاحت و بلاغت، اور زبان و بیان کے قواعد و ضوابط کی رو سے ادبِ جاہلی سے لے کر آج تک کوئی ایک شعر، ایک جملہ، ایک قاعدہ وضابطہ بیان کریں جس سے کسی عام انسان کو ان مذکورہ بالا معنوں سے منسوب کیا گیا ہو چہ جائیکہ ان معنوں سے انبیاء کے امام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار، لکھا اور پڑھا جائے۔ میرا تو خیال ہے کہ عربی زبان کی بلاغتوں اور نزاکتوں کے شناسا کفار بھی یہ حماقت کبھی نہ کریں جو مرزا قادیانی نے کی۔

لیجئے اب لفظ ”خاتم“ کے وہ معنی بھی ملاحظہ فرمائیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و مجد کے مناسب ہیں اور عقل و شعور کو جلا بخشتے ہیں۔

(۱)......لفظ ”خَاتِم“ کو اگر زیر سے پڑھا جائے تو یہ اسم فاعل ہے جس کے معنی ہیں ختم کرنے والا اور اگر

(۲)......لفظ ”خاتَم“ کو زبر سے پڑھا جائے تو اس کے معنیٰ ہیں مہر

زبان کو اہلِ زبان ہی جانتے ہیں اور اہلِ علم و عقل، ماہرینِ اَلسنہ کی بات کو ہی وزن دیتے ہیں۔ اہلِ عرب نے لغتِ عرب کی جس طرح چھان پھٹک کی ہے وہ پوری کائنات میں منفرد ہے اور ماہرینِ لسانِ عرب‘ عجمیوں نے بھی اس زبان کی جس قدر خدمت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے لیکن انھوں نے بھی عربی زبان کے ملفوظات اہلِ عرب کے جمع کیے ہیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ انھوں نے عربی زبان کے لغوی معنیٰ یا مناسبتی معنیٰ خود مرتب کیے ہوں۔

آیتِ محوّلہ بالا میں خاتم النبیین میں لفظ ”خَاتِم“ کی تا کو اگر زیر سے پڑھیں تو معنی یوں ہوں گے:

”وہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں“

اور اگر ”خاتَم“ کی تاء کو زبر سے پڑھیں خاتَم النبیین تو معنی یوں ہوں گے:

”وہ نبیوں پر مہر ہیں۔“

ان دونوں معنوں میں نبوت ختم ہونے کی حقیقت اجاگر ہوتی ہے۔ اجراء نبوت کا فراڈ واضح نہیں

ہوتا۔ مرزائیوں نے اس لفظ کے معنی بدلنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور دنیا جہان کے قاعدوں، ضابطوں کو توڑ تاڑ کے لفظ "خاتَم" (زبر کے ساتھ) کا معنی کیا ہے افضل یعنی خاتَم النبیین کے معنی ہیں "تمام نبیوں سے افضل ہیں۔" (احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ دسمبر ۱۹۴۵ء قادیان، صفحہ ۴۹۷)

جس کے لیے انھوں نے صرف ونحو کے قواعد، یا لغتِ عرب، یا بلاغت ومعانی کی کسی کتاب کا حوالہ تک نہیں دیا بلکہ اپنی خودساختہ فریب کاریوں کو لسانِ عرب پر تھوپ کر معنی تیار کر لیے۔ زبان عربوں کی، قرآن عربی میں اور قاعدہ وقانون مرزا قادیانی کا؟

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

حالانکہ لغتِ عرب کی سابقہ تشریحات کے علاوہ قرآنِ کریم کی تلاوت کے سلسلہ میں فنِ تجوید کی قانونی پابندیاں پوری امت نے تسلیم کی ہیں۔ اور وہ قراء گرامی رحمہم اللہ پوری امت سابقہ و موجودہ کے ہاں غیر متنازعہ شخصیتیں ہیں انہوں نے اس کی تلاوت کی دو روائتیں بیان کی ہیں۔

لفظ "خاتم" کی تاء کو صرف دو قاریوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ دو بزرگ ہیں:

(۱) حضرت حسن (۲) حضرت عاصم (رحمۃ اللہ علیہما)

باقی تمام قراء کرام ورش، قالون، دوری، کسائی کے ہاں "خاتَم" تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اکثریت کے ہاں خاتَم مختار ہے اور یوں لغوی اور تجویدی تحقیق کے اعتبار سے آیتِ مذکورہ میں خاتم النبیین کے وہی دو معنی ہو سکتے ہیں جو اوپر ذکر کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر کے مفسرین رحمہم اللہ نے بھی یہی معنی کیے ہیں۔ مرزائی پوری امت کے اعاظم وعوام سب کے معتقدات، تحقیقات اور علمی وقانونی ضابطوں کے خلاف اپنی پوتھی اور بھاشن کو ہم پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ یہ کہاں کی علمیت وشرافت ہے۔

سیدھی بات ہے جس طرح مرزا قادیانی نے امام الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوتِ صادقہ کی اپوزیشن میں عیسائیوں کے ساتھ الحاق کر کے نبوتِ کاذبہ کی داغ بیل ڈالی۔ اسی طرح اس کے پیروکاروں نے ایک بہت بڑے دجل اور جھوٹ کو ثابت کرنے کے لیے نئی لغت اور اس کے لیے نئے قواعد وضع کر لیے:

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

(مطبوعہ ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان۔ فروری، مارچ ۱۹۸۸ء)

مولانا عبید اللہ سندھی اور مسئلہ نزول مسیح علیہ السلام

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ نے اپنی زندگی اور اپنے خود ساختہ مناصب کے لیے جہاں قرآن وحدیث میں تحریف، تغیر وتبدل کیا وہاں ہم عصر علماء یا اسلاف کی عبارتوں کو بھی اپنے حق میں اسی "فنِ تحریف" سے خوب استعمال کیا۔ مرزا جی کی جسمانی اور روحانی نسل نے بھی حق رفاقت ادا کرتے ہوئے یہی وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے اور ہمارے اسلاف کی عبارتوں کو حذف ومسخ کر کے لوگوں کو قائل کرتے رہتے ہیں کہ جناب فلاں نے ایسے لکھا ہے تو اگر مرزا قادیانی نے اس طرح لکھ دیا تو کیا عذاب آ گیا اور مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی مذموم کوششیں کرتے رہتے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی امت کے دیگر علماء کی طرح ایک مصلح ہے اور ان کا یہ وطیرہ خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات، رفع اور نزول کے بارے میں بہت اذیت ناک ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ مرزائی اس کارروائی کے لیے دین نہ جاننے والوں پر شب خون مارتے ہیں اور وہ نادان جھٹ سجدے میں گر جاتے ہیں پھر احرار کے پاس بھاگے بھاگے آتے ہیں کہ مارے گئے جی ایک مرزائی نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے، کوئی آدمی دیں، میں نے بہت سے آنے والوں کو جواب دیا کہ جس آدمی کی آپ کو تلاش اور ضرورت ہے وہ آدمی آپ کے اندر ہے اسے جگا لیں، بیدار وہوشیار کریں، مرزائی بھاگ جائے گا۔ اس دور کے معاشی حیوانوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ وہ دنیا کے پیچھے یوں بھاگ رہے ہیں کہ کسی اور کی تو کیا انہیں اپنی بھی ہوش نہیں ہوتی۔ بس انہیں تو آٹھ دس گھنٹے کام کرنے کے بعد شام کو تجوری بھری ہوئی ملنی چاہیے۔ اس کے لیے وہ کبھی ہمارے پاس نہیں آتے اپنے آپ میں مگن رہتے ہیں باقی کائنات سے بری طرح غافل ہیں۔ گزشتہ کئی برس سے مجھے مرزائیوں کے بعض گروؤں سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ گفتگو بھی ہوئی ان میں سے بعض نے کہا کہ مولانا عبید اللہ سندھی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں مولانا تو عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے قائل ہیں اور جو شخص نزول کا قائل ہے وہ لازماً

اس بات کا بھی قائل ہے کہ سیدنا مسیح مقدس علیہ السلام آسمانوں میں قیامت کے قریب نازل ہوں گے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ قرآن کی تفسیر لکھیں اور ان کی نگاہ سے قیامت و علامات قیامت کی آیات اوجھل رہ گئی ہوں۔ مولانا کی تفسیر میں

وانہ لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون. هذا صراط مستقیم (سورۃ زخرف:۶۱)

اور وہ قیامت کی علامت ہے اس میں مت شک کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے۔

والا مقام پڑھے بغیر مولانا کے ذمہ انکار حیات عیسیٰ تہمت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر نزول کا عقیدہ انہیں آسمانوں میں زندہ مانے بغیر درست ہی نہیں جو اوپر نہیں وہ نیچے کیسے آئے گا۔ میں چاہتا تھا کہ جن لوگوں کے پاس مولانا کی تفسیر قلمی موجود ہے ان سے مل کر اس مقام کو دیکھا جائے مگر اپنی مصروفیت اور غفلت نے اس چشمۂ صافی تک نہ پہنچنے دیا۔ اپریل ۱۹۸۸ کے اوائل میں مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی (۱) جو مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں اور ہمارے دیرینہ کرم فرما۔ وہ تشریف لائے تو میں نے ان سے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی تو مولانا نے شفقت کی اور مولانا سندھی کی شرح سطعات کا جو قلمی نسخہ مولانا محمد صدیق کی لائبریری کی جان ہے۔ اس کا فوٹو سٹیٹ عنایت کیا اور ساتھ ہی مولانا کا رسالہ محمودیہ بھی عنایت کیا۔ ''نزول مسیح'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مولانا کی دونوں کتابوں کی عبارتیں نقل کرتا ہوں قارئین پڑھ کر فیصلہ فرمائیں کہ مولانا سندھیؒ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں یا منکر؟

مرزائی، مرزائی نواز دونوں پڑھیں شاید عقل بینا ہو جائے۔ مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ نے امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی دعوت وارشاد اور دینی انقلاب کی تعیین کے لئے امام کی کتابوں اور عبارتوں کو منتخب کیا اور انہیں میں سے منتخب عبارتوں کو جمع کر کے رسالہ مرتب کیا۔ جس کا نام ''محمودیہ'' رکھا ان کے شاگرد شیخ بشیر احمد لدھیانوی مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ ''عبیدیہ'' کے نام سے کیا محمودیہ صفحہ نمبر ۲۶،۲۴ عبیدیہ صفحہ نمبر ۲۵، ۲۷ پر یوں رقم طراز ہیں کہ:

''قال الامام ولی اللہ فی التفہیمات الالٰہیۃ فالھمنی ربی جل جلالہ انک انعکس فیک نور الاسمین الجامعین نور الاسم المصطفوی والاسم العیسوی علیہما الصلوٰت والتسلیمات

(۱) مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی ۲۰۰۶ء میں انتقال فرما گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

فعسیٰ ان تکون سادۃً لافق الکمال غاشیاً لاقلیم القرب فلن یوجد بعدک الا ولک دخل فی تربیتہ ظاھراً و باطناً حتی ینزل عیسیٰ علیہ السلام''

ترجمہ: ''امام ولی اللہ دہلوی تفہیمات الٰہیہ ج ۲، ص ۱۲ میں فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام سمجھایا ہے کہ تجھ پر دو جامع اسموں کا نور منعکس ہوا ہے۔ اسم مصطفوی اور اسم عیسوی علیہما الصلوٰۃ والسلام۔ تو عن قریب افق کا سردار بن جائے گا اور قرب الٰہی کی اقلیم پر حاوی ہو جائے گا۔ تیرے بعد کوئی مقرب الٰہی ایسا نہیں ہو سکتا جس کی ظاہری اور باطنی تربیت میں تیرا ہاتھ نہ ہو۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔''

شرح سطعات کی عبارت:

انسان کو اپنا حال اور مستقبل خود سوچ کر پروگرام بنانا چاہئے ماضی پر فخر کرتے رہنا احمقوں کا کام ہے اور محض مستقبل میں کسی بڑے مصلح کا منتظر رہنا اس سے بھی زیادہ حماقت ہے۔ اوّل تو اس کا یقین نہیں کہ وہ مصلح ہمارے زمانہ میں آئے گا۔ فرض کیجئے وہ ہمارے زمانہ میں آتا ہے تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ وہ صرف فعال طاقتوں کو اپنے ساتھ لے گا، لولے لنگڑے اور قاعدین کو تو وہ اپنے پاس تک نہیں آنے دے گا۔ اس قسم کا فکر رکھنے کے ہم دشمن نہیں ہیں کہ ایک مصلح آئے گا۔ اس لیے کہ سنی وشیعہ اس میں متفق ہیں اور حدیث میں اس کی وضاحت آ چکی ہے۔ اس موضوع پر ہم کسی سے جھگڑنا نہیں چاہتے لیکن یہ بات ہم دونوں طاقتوں کو دکھا سکتے ہیں کہ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو فعالیت کے ایسے بلند مقام پر پہنچا دیں کہ یہ لوگ اس آنے والے مصلح کے باڈی گارڈ اور وزیر اعظم ہو کر کام کریں۔ ایک مذہبی جماعت کے لیے اس کا ماننا ضروری ہے اس لیے ہم اس کی رد کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ قوموں میں بلند تخیل پیدا کرنا ایک دن کا کام نہیں ہے اگر کسی قوم میں بلند تخیل پیدا ہو گیا ہے تو اس

میں جو غلطیاں ہوں نکال دینی چاہئیں۔

(شرح سطعات قلمی صفحہ ۲۳،۲۴)

مولانا مرحوم ومغفور نے بڑی وضاحت سے یہ بات فرمائی ہے کہ نہ تو وہ کسی کی حیات کے منکر ہیں نہ کسی کے نزول کے بلکہ بات تو صرف یہ ہے کہ جب تک کوئی آنے والا نہ آئے تم ہاتھ پہ ہاتھ رکھے بیٹھے رہو اور دعوت وانقلاب کا عمل نبوت چھوڑنے کا گناہ عظیم کرتے رہو۔ زندہ رہنے والی قومیں ایسے مکروہ رویے کو دینی عمل کہیں تو بہت ہی ذلت کی بات ہے۔ مولانا کے ہاں امت محمدیہ کی زبوں حالی کی بنیادی وجہ عملِ انقلاب کا ترک اور آنے والے کا انتظار ہے، جبکہ حدیث مبارکہ اور قرآن حکیم کے واضح احکام ہیں کہ کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے لئے ہے جو جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ کنج عافیت میں بیٹھ کر خیرہ چشمی سے تماشا کرنے والوں کے لئے نہیں۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المح

ترجمہ: زندگی کی کشادہ راہیں انہیں لوگوں کے لئے ہیں جو جہادِ زندگی کے عاملین ہیں۔ (العنکبوت:۷۴)

مولانا نے اگر خدانخواستہ کہیں ان غافلین کو جھوڑنے کے لئے کوئی جملہ کہہ دیا تو اس سے مقصد انکار نہیں بلکہ ایقاظ ہے وہ لوگ جو غفلت شعار ہیں اور کسی آنے والے کے لیے محو انتظار ہیں۔ ان کا علاج وہی الفاظ ہیں جو مولانا نے کہیں کہہ دیئے ہوں گے۔ واللہ اعلم

(مطبوعہ ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان۔ جولائی ۱۹۸۸ء)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

(مرزا کی تحریروں کے آئینے میں)

مرزا قادیانی کی تحریکِ اجراءِ نبوت اور ارتداد پر اب تک اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اسے پڑھنے کے لیے بھی ایک مدت چاہیے۔ مگر نئے دور کے مرزائی سابقہ مرزائیوں سے کچھ مختلف ہیں۔ انھیں اگر کہا جائے کہ تم مرزائی کیوں ہو؟ تو کہتے ہیں ہم تمہاری طرح مسلمان ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو ریفارمر، مصلح اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس کا جواب دیا جائے کہ مرزا قادیانی نے تو نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور یہ امتِ مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے گا' وہ نہ صرف یہ کہ کافر ہے بلکہ مرتد ہے۔ اُس کو نبی ماننے والا بھی کافر مرتد، دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر دنیا میں کہیں بھی خالص دینی حکومت قائم ہو جائے تو اس میں مرتد کی سزا قتل ہوگی، تو مرزائی حضرات یہ سن کر ہنس دیتے ہیں اور مسلمان بھائیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم مسلمان جھوٹ بولتے ہو۔ یہ احرار کے کارکن اور مبلغین احرار بھی جھوٹ بولتے ہیں اور مرزا قادیانی پر دعویٰ نبوت کا الزام و بہتان لگاتے ہیں حالانکہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ بعض مرزائی اس بات پر ''سچے'' ہوتے ہیں کیونکہ انھوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا۔ ان کو تو صرف مرزائیوں کی ''سوشل سروس'' نے متاثر کیا ہوتا ہے کہ وہ مالی مدد کرتے ہیں اور کنواروں اور بے روزگاروں کی نوکری اور شادی تک کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ انھیں سچا مسلمان جانتے اور مانتے ہیں۔ ہر چند کہ بعض نئے نئے پھنسنے والوں کے ساتھ مرزائیوں کا سلوک نہایت اچھا ہوتا ہے مگر وہ انھیں کس سمت لے جانا چاہتے ہیں؟ یہ عام مسلمانوں اور نئے مرزائیوں کو معلوم نہیں ہوتا۔ میں نے عام مسلمانوں اور مرزائیت کے دامِ ارتداد میں گرفتار ہونے والوں کی اصلاح کے لیے چند سطور لکھی ہیں۔

ہدایت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ دعاء گو ہوں کہ ہادیٔ مطلق ایسے تمام لوگوں کو خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، رسالت اور ختم نبوت پر مضبوط ایمان ویقین عطاء فرمائے اور آخرت میں جہنم کے عذاب سے بچائے...... آمین

مرزائیوں سے جب بھی گفتگو کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں'' قرآن وحدیث سے بات کریں''

سوال یہ ہے کہ:

قرآن وحدیث تو رسول اکرم سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ مرزائیوں کا اس سے کیا تعلق؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تو مسلمانوں سے گفتگو ہوگی لیکن جب مرزائیوں سے گفتگو ہوگی تو مرزا قادیانی کے کلام وتحریر یا شیطان کی طرف سے جو مرزا پر نازل ہوا کے حوالے سے بات ہوگی۔

لیجیے! مرزا قادیانی پر شیطانی الہام کی تاریکی وظلمت کا نظارہ کیجیے!

مرزا قادیانی کی مرحلہ وار نبوت:

''ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدَّث (۱) ہو کر آیا ہے اور محدَّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ (۲) گو اس کے لیے نبوتِ تامہ (پوری) نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے (۳) کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے، امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے۔ (۴) اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ (۵) اور مغزِ شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے (۶) اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے (۷) اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ (۸) اور نبوت کے معنیٰ بجز اس کے کچھ نہیں

کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔'' (۱)

مرزائی حضرات اس عبارت کو ظاہر و باطن کی آنکھیں کھول کر پڑھیں اور خوب غور کرنے کے بعد یہ تجزیہ بھی ملاحظہ کریں:

(۱) پہلے تو مرزا قادیانی نے محدَّث ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۲) پھر محدَّث کو نبی کہا (یعنی مرزا نبی ہے)

(۳) پھر علمِ غیب پر اطلاع کا دعویٰ کیا (مرزا عالم الغیب ہے)

(۴) محدَّث کی معلومات کو وحی الٰہی کہا (مرزا کی معلومات اللہ کی وحی ہیں)

(۵) پھر محدَّث کی معلومات کو رسولوں اور نبیوں کی وحی جیسی وحی کہا
(مرزا قادیانی پر رسولوں اور نبیوں کی طرح وحی آتی ہے)

(۶) پھر محدَّث کو رسولوں اور نبیوں کی طرح مامور من اللہ کہا
(مرزا قادیانی مأمور من اللہ ہے بالکل رسولوں کی طرح)

(۷) پھر بعینہٖ انبیاء کی طرح اظہار واعلان کو واجب قرار دیا
(یعنی مرزا قادیانی پر اعلانِ رسالت فرض ہے)

(۸) اور مرزا قادیانی کو محدَّث نبی ورسول نہ ماننے والوں کو سزا کا مستحق قرار دیا۔

اب دوبارہ اس عبارت کو پڑھیں، خوب غور وفکر کریں۔ میں یہ فیصلہ آپ کی دیانت پر چھوڑتا ہوں اور پوچھتا ہوں کیا اس گفتگو میں اور نبوت کے دعویٰ میں کچھ فرق رہ گیا؟ مرزائی حضرات پر حجت پوری کرنے کے لیے ایک اور حوالہ مرزا کی بولیوں میں سے درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

''لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں! میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدَّث میں تمام اجزاءِ نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ' بالفعل نہیں۔ تو محدَّث بالقوۃ نبی ہے۔'' (۲)

ملاحظہ کیا جناب آپ نے، مرزا جی کیا کہہ رہے ہیں؟ مرزا جی کہتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ لیجیے ملاحظہ ہو کہ کون جھوٹا ہے:

(۱) ''محدَّث میں نبوت کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں۔''

(محدث میں نبی کی تمام خصوصیات موجود ہوتی ہیں لہٰذا غلام احمد میں نبوت کے سارے اجزاء موجود ہیں)

(۲) ''محدَّث میں تمام اجزاء بالقوۃ ہوتے ہیں بالفعل نہیں''

(۳) ''محدَّث بالقوہ نبی ہوتا ہے''

(چونکہ مرزا قادیانی محدَّث ہے اور محدَّث میں نبوت کے تمام اجزاء موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی میں تمام اجزاء نبوت موجود ہیں اور محدَّث میں یہ تمام اجزاء بالقوۃ ہوتے ہیں، بالفعل نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالقوۃ اجزاءِ نبوت کا مالک ہے اور چونکہ محدث بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی بالقوۃ نبی ہے مگر انبیاء اور رسولوں والا عمل نہیں کرسکتا)

یہ بات بہت قابلِ غور وفکر ہے کہ نبوت کا یہ ارتقائی عمل مرزا قادیانی کی بالکل ذاتی کاوش ہے مگر نہایت مکارانہ کاوش۔ پہلے محدَّث، جو نبوت کے بعض جزا اپنے اندر رکھتا ہے پھر ایسا محدَّث جس میں نبوت کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں مگر بالقوۃ، بالفعل نہیں ہوتے۔ پھر وہ محدَّث ایسا جو نبی تو ہے مگر بالقوۃ نبی ہے صرف اتنی کسر باقی رہ گئی کہ وہ انبیاء کی طرح احکام نہیں نافذ کرتا، یعنی بالفعل نہیں۔ لیجیے وہ حد بھی مرزا قادیانی نے توڑ ڈالی۔ مرزائی حضرات پر تعجب اور افسوس ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو مانتے تو ہیں مگر اپنے پیارے مرزا کی تحریروں کا مطالعہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ذرا ان کی اس دماغی حالت کا اندازہ تو لگائیں جس کی تفصیل ان کی تحریروں میں جا بجا بکھری دکھائی دیتی ہے۔ صرف یہی دو عبارتیں نہیں جو مرزا کی خرابی فکر پر گواہ ہیں، ایسی سیکڑوں عبارتیں ہیں جن میں مرزا قادیانی کا یہ متفقہ نقشہ ابھرا ہوا صاف نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کی اچھوتی بانگی۔

پہلے کہا میں محدَّث ہوں، پھر کہا میں جزئی نبی ہوں، پھر کہا مکمل نبی ہوں اور کہا کہ مکمل نبی مگر بالقوہ' بالفعل نہیں...... لیکن دیکھئے کتنی ڈھٹائی سے مرزا، مدعی ہے:

''جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اسی قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو، دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہی امور کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (۳)

مرزا قادیانی تو مرتے دم تک نبوت کے دعویٰ پر اڑا رہا مگر مرزائی چلاتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیا مرزائی سچے ہیں یا مرزا قادیانی؟ یہ تو ان کے مکر وفریب کا سلسلہ ہے۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی بھی ملاحظہ ہو۔ مرزا قادیانی نہ صرف یہ کہ نبی ہونے کا مدعی ہے بلکہ اب وہ رسول ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ یعنی صاحب شریعت بھی ہے۔ تمام امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول کہتے ہی اس کو ہیں جو نئی شریعت لائے۔ اب مرزا قادیانی کی بولی ٹھولی ملاحظہ ہو:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (۴)

کیا اب بھی مرزائی یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ ہم مجلس احرار اسلام کے کارکن مرزا قادیانی پر تہمت لگاتے ہیں؟ کیا کوئی کسر باقی رہ گئی ہے اس بات کے ثابت کرنے میں کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ صرف نبوت نہیں بلکہ رسالت کا بھی دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ مرزائیوں کے جال میں پھنسنے والے مسلمانوں اور مرزائیوں کو ہدایت دے اور ان کے لیے ہدایت آسان بنائے۔ (آمین) لیجیے! اب ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو جس میں مرزا قادیانی کو محدَّث، نبی اور رسول نہ ماننے والوں کو ''شیطان'' کہا گیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی توہین اور امتِ مسلمہ کو گالی:

''اور خداتعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ''ہزار نبی'' پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔'' (۵)

مرزا قادیانی نے ظلم کی حد کر دی، شرافت کی تمام حدیں توڑ دیں۔ افسوس، صد ہزار افسوس! مرزا قادیانی کی سابقہ عبارتوں کو آپ نے ملاحظہ کیا ان پر غور و فکر کرنے سے جو نتائج کھل کر سامنے آتے ہیں اور جو تضادات ابھرتے ہیں آپ انصاف کی نظر سے انہیں ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کہ مرزا قادیانی کس قدر متضاد گفتگو کرتا ہے۔ پہلی بات کہنے کے بعد وہ بھول جاتا ہے کہ اس نے کیا کہا اور دوسری بات زیادہ کافرانہ اداؤں سے کہہ جاتا ہے

(۱) مرزا قادیانی محدَّث ہے۔

(۲) محدَّث جزئی نبی ہوتا ہے۔

(۳) مرزا قادیانی جزئی نبی ہے۔

(۴) محدَّث میں تمام اجزاءِ نبوت پائے جاتے ہیں۔

(۵) مرزا قادیانی میں تمام اجزاءِ نبوت پائے جاتے ہیں۔

(۶) میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۷) میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔

(۸) جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

(۹) انسانوں میں سے شیطان مجھے نبی نہیں مانتے۔

(۱۰) محدَّث پر رسولوں اور نبیوں کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔

(۱۱) مرزا قادیانی پر رسولوں اور نبیوں کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔

(۱۲) محدَّث بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔

(۱۳) مرزا قادیانی بالقوۃ نبی ہے۔

(۱۴) محدَّث مأمور من اللہ ہوتا ہے۔

(۱۵) مرزا قادیانی مأمور من اللہ ہے۔

(۱۶) محدَّث بالفعل نبی نہیں ہوتا۔

(۱۷) مرزا قادیانی بالفعل نبی نہیں ہے۔

(۱۸) محدَّث پر اعلان و اظہار، نبی و رسول کی طرح فرض ہوتا ہے۔

(۱۹) مرزا قادیانی پر اپنے وجود کا اظہار نبیوں کی طرح فرض ہے۔

(۲۰) جو محدَّث کو نہ مانے وہ سزا کا مستوجب ہے۔

(۲۱) جو مرزا قادیانی کو نہ مانے وہ سزا کا مستحق ہے۔

(۲۲) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا۔

کس قدر خوفناک لب و لہجہ ہے اس شخص کا، ایک سانس میں کتنی باتیں کہہ ڈالتا ہے۔ سننے اور پڑھنے والا اگر اللہ کی طرف سے ہدایت پر قائم نہ ہو اور صراطِ مستقیم پر گامزن نہ ہو تو یہ شخص فوری زہر قاتل پلا دیتا ہے اور ایک ہی منہ سے متضاد باتیں کہنے میں بری طرح پھنس جاتا ہے ''میں نبی نہیں، جو مجھے نبی نہیں مانتا، وہ شیطان ہے، جو مجھے نبی کہتا ہے وہ جھوٹا ہے'' آخر یہ کیا گفتگو ہے......؟ کیا یہ معقول اور صحیح الفکر آدمی کی گفتگو ہے......؟ اور کیا یہ نبوت کا دعویدار نہیں......؟

مرزائیوں سے چند سوالات:

(۱) حدیث میں ہے امام مہدی زمین کو عدل و مساوات سے ویسے ہی بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و عدوان سے بھری ہوگی۔

اگر مرزا دجال مہدی ہے تو کیا اس کی آمد کے بعد ظلم و جور کم ہوا ہے یا بڑھ گیا ہے؟

(۲) مرزا دجال کہتا ہے وہ مسیح ہے اور مسیح مہدی کے بعد آئیں گے کیا مہدی آچکے ہیں کہ اب مسیح آگیا ہے؟

(۳) عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے کلمہ بھی فرمایا ہے جو بد بخت رفع عیسیٰ کے قائل نہیں وہ قرآن پڑھیں "اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ" اس آیت کے مصداق حضرت یسوع مسیح بھی ہیں ان کا صعود الی السماء بدن مع الروح کیونکر مستبعد ہے، عقل سے بعید کیسے؟ جب کہ اللہ نے انہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ فرمایا ہے تو روح اللہ اور کلمۃ اللہ دونوں کا رفع ہو گیا۔ روح بھی اور بدن بھی، جو کلمۃ اللہ بھی ہے اور روح اللہ بھی۔

ہم نے اپنی طرف سے اپنی عقل کے مطابق آپ کو سمجھانے کی شرعی حجت پوری کر دی ہے۔ دین پہنچانا اور سمجھانا ہمارے ذمہ ہے، منوانا نہیں۔ مانیں نہ مانیں، سمجھیں نہ سمجھیں، یہ آپ کی مرضی ہے......!

اللہ آپ کو ہدایت عطاء فرمائے۔ (آمین)

مسلمان بھائیوں سے گزارش:

مسلمانو! مرزائیوں کے فریب سے بچو۔ دھوکہ اور تاویل ان کے دجل کی بنیاد ہے ان کے دھوکے میں مت آنا۔ ان کی تاویلوں کے جال میں مت پھنسنا۔ ان کا سارا دجل مرزا غلام احمد کو نبی منوانے کے لیے ہے۔ غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروانے والا ایک شریف آدمی بھی نہیں ہو سکتا۔

سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجران کا وفد آیا اور انہوں نے جناب سیدنا مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حضور علیہ السلام سے گفتگو کی اور ضد کی تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائیوں کو سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا:

"اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَ اَنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ عَلَیْہِ الْفَنَاءُ" (الحدیث)

تم نہیں جانتے اللہ زندہ ہے اس کو موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی۔ (تفسیر ابن جریر، جلد ۳ صفحہ ۱۲۳۔ تفسیر در منثور، جلد ۲، صفحہ ۳)

اور یہودیوں کو فرمایا!

عن الحسن مرسلا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیہود

اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَ اِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. (الحدیث)

تحقیق عیسیٰ علیہ السلام کو موت نہیں آئی وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹیں گے۔ (ابن جریر، جلد ۳، صفحہ ۲۸۹۔ در منثور، جلد ۲، صفحہ ۳۶)

"قد خلت من قبلہ الرسل" کی جو تشریح مرزا قادیانی نے کی ہے وہ اس کی ذاتی ہے جس کا ماننا اُن لوگوں کے لیے ضروری ہے جو مرزا قادیانی کے پیروکار ہیں۔ مسلمانوں کے لیے مرزا قادیانی کی تاویل کے مقابلے میں حضور اکرم خاتم النبیین محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی اہم اور حجت ہے۔

مسلمانو! ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس تک تو حیات تھے بعد میں کب موت آئی؟

یہ مرزائی دجال بتائیں۔

بچو! بچو! بچو!

دھوکے بازوں کے دھوکہ سے بچو

(مطبوعہ: ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان، مارچ ۱۹۸۹ء)

نوٹ: محسنِ احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ نے ۱۹۸۷ء میں "احرار ختم نبوت مشن یو کے" کی دعوت پر برطانیہ کا دورہ کیا۔ اسی سفر میں آپ نے یہ مضمون قلم بند کیا۔

حواشی

(۱) "قادیانی مذہب" ص ۱۵۰، پانچواں ایڈیشن۔ "توضیح مرام" ص ۱۸ مصنفہ مرزا قادیانی مطبوعہ قادیان

(۲) "قادیانی مذہب" ص ۱۴۹ "حمامۃ البشریٰ" ص ۹۹، مصنفہ مرزا قادیانی، مطبوعہ قادیان

(۳) "قادیانی مذہب" ص ۱۸۲، خط مرزا قادیانی بنام "اخبار عدم لاہور" ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء

(۴) "دافع البلاء" ص ۱۰، مصنفہ مرزا قادیانی، بحوالہ "قادیانی مذہب" ص ۱۸۲

(۵) "چشمہ معرفت" ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا قادیانی، بحوالہ "قادیانی مذہب" ص ۱۸۲، ۱۸۳

مرزائیت کا ماضی و حال

اسلام ہی مکمل دین ہے اور یہی دینِ حق ہے اور نبوت محمد پر بصورت تامہ و کاملہ ہے اور یہی روحِ عصر ہے۔ یہ بات تمام شکوک و شبہات سے مبرا و منزہ ہے۔ اس میں شک و شبہ پیدا کرنے والا اپنی نسبت اسلام پر خطِ تنسیخ کھینچتا ہے اور اپنے لیے محبت و رواداری کے تمام دروازے بند کرتا ہے۔

تاریخ اس حقیقت کو اپنی آغوش میں چھپائے ہوئے ہے کہ مختلف ادوار میں انسانوں نے اپنی سطحی عقل کی بنیاد پر حیوانی تقاضوں کی تکمیل کے لیے اس دینِ حق کی ردائے ابیض پر اعتراضات کے گندے اور سیاہ چھینٹے ڈالنے کی بار بار سعیٔ ناتمام کی ہے اور ہر موقع پر اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ابدی نشہ میں سرشار و سرمست داناؤں، خردمندوں اور بصیرت یافتہ پیکروں نے تشکیک و ارتیاب کے مارے لوگوں کو منہ توڑ جواب دیا اور بھٹکوں کو ظلمتوں کے بھنور سے نکال کر نور کے جادۂ مستقیم کا راہی بنا دیا اور بہت کم ایسے سیاہ باطن تھے جو اپنے گناہوں کے کالے دریا کی طغیانیوں میں گھر کر رہ گئے اور ہزار اعانت کے باوصف جرائم کے گھیرے کی گرفت سے نہ نکل سکے۔ ایسے ہی بد ذوروں نے اہلِ اسلام اور ان کی نورانی کاوشوں کو تعصب، جبر، ظلم، جور اور کم سے کم نامناسب رویہ کا نام دیا اور "گوبلز" کی سطحی غلامی میں پروپیگنڈہ کے منفی سہارے سے رہروانِ جادۂ حق کو بدنام کرنے کی مکروہ ریت ڈالی۔ ہمارے عہدِ زبوں میں اس کا بڑا اچھا ہتھکنڈا پہلے تو فرنگی سامراج نے ان اہلِ حق کے خلاف بھرپور استعمال کیا جنھوں نے اس بدیسی کافر کے خلاف جہاد کیا اور اس کے مہیب اقتدار کی طویل رات کو صبحِ آزادی کی روپہلی کرنوں کو طلوع کر کے ختم کیا۔ فرنگی سامراج نے اپنے بدیسی اور دیسی ایجنٹوں کے ذریعے اہلِ حق پر الزام و دشنام کا یہ سلسلہ اتنا وسیع کیا کہ ہندوستان میں امتِ مسلمہ مستقل طور پر دو حلقوں میں تقسیم ہو گئی:

(۱) انگریز کے دوست

(۲) انگریز کے دشمن

فرنگی نے اپنے دوستوں کو خوب نوازا، جاگیریں، عہدے، مناصب، خطاب و القاب اور سماجی و سیاسی تحفظات فراہم کیے اور ان کی ہر مشکل اور آڑے وقت میں یوں مدد کی جیسے وہ ملکہ وکٹوریہ کے گماشتوں کی مدد کرتے تھے۔ ایک طرف محبتوں، نوازشوں اور عنایتوں کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف حق والوں کے خلاف تمام استبدادی حربے استعمال کیے گئے۔ مار کٹائی، لوہے کی گرم سلاخوں سے داغنا، راتوں کو جبراً جگانا، کمرے میں پیشاب چھڑک کے اس پر ننگے بدن سلانا، منہ پر گو کے توبڑے باندھنا، بھوکا رکھنا، بھوکے کو مارنا پھر پیٹ بھر کے کھانا کھلانا، مہربانی کا برتاؤ کرنا اور پھر رات رات بھر جگانا، نیند آنے پر کوڑے برسانا، پیٹ میں ٹھڈے مارنا، نماز کے اوقات میں وضو کے لیے پیشاب والی نالی سے وضو کے لیے مجبور کرنا، سور کی چربی والا کھانا کھانے کے لیے مجبور کرنا، نہ کھانے پر مارنا، ڈاڑھی نوچنا، منہ پر تھوکنا، جسم کے نازک حصوں کو زخمی کر کے ان پر مرچیں چھڑکنا، ان کے رونے چیخنے پر قہقہے لگانا اور شراب پینا، ان کی عزت و ناموس کو لوٹنا، مجاہدین کے سامنے ان کی گھر والیوں کو برہنہ کرنا، معصوم بچوں کو قتل کرنا، الٹا لٹکا کر مارنا، اذیتیں دینا، لوہے کی سلاخوں کے تنگ صندوقوں میں تین تین ماہ بند رکھنا، سخت سردی میں برہنہ رکھنا، جائیدادوں کی ضبطی قرقی، بھرے بازار میں داڑھیوں سے پکڑ کر مارنا گھسیٹنا، گھوڑوں سے باندھ کر گھوڑوں کو بھگانا اور ان کی موت کا تماشا کرنا، توپ کے سامنے ایک لائن میں کھڑے کر کے سیکڑوں مجاہدین کو توپ دم کرنا، شہر میں درختوں پر پھانسی دینا اور مہینوں شہداء کی لاشوں کو لٹکائے رکھنا۔

جہادِ اسلام میں شریک ہونے کے جرم پر تعزیریں تھیں اور یہ ان لوگوں کا "کردار" ہے جو اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ سزائیں کہتے تھے۔ مسلمانوں کو غیر مہذب اور اپنے آپ کو مہذب قوم کہتے تھے۔ یہی وہ تہذیبِ فرنگ جس کا ناقوس بجانے میں نام نہاد مسلمان فرنگی سے بھی سبقت لے گئے اور اہلِ حق کو ہمیشہ غیر مہذب ہونے کا طعنہ دیا۔

ہندوستان میں فرنگی جس طرح دبے پاؤں داخل ہوا وہ مکاری و چالبازی کی منفرد مثال ہے۔ ۱۶۰۱، ۱۶۰۸ء اور ۱۶۱۵ء میں بڑی آشتی سے تجارت کے بہروپ میں در آنے والا

فرنگی ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کے جسدِ ملی اور جسدِ وطن کو یوں لوٹتا رہا جیسے ہفتوں کے بھوکے درندے ہرن کے معصوم بچے پر جھپٹتے، چیرتے، پھاڑتے اور بھنبھوڑتے ہیں۔

ماڈرن سولائزیشن کے ان بھیڑیوں نے جو وحشیانہ سلوک دینِ حق اور اہلِ حق سے کیا۔ اس کے باوجود ہندوستانی اقتدار پرستوں نے اس سولائزیشن کو نہ صرف قبول کیا بلکہ فرنگی کو اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے کے لیے ٹول کا کام دیا۔ فرنگی کے انھی دوستوں اور ٹوڈیوں میں مرزا قادیانی کا خاندان بھی ایک منفرد و محبوب خاندان تھا۔ اس خاندان نے انگریز حکمرانوں کا استقبال امداد و تعاون کس قدر کیا۔ کیا کیا خدمت کی، کس کس ڈھب سے کی۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کی تحریریں، اعترافِ خدمتِ فرنگ کا تمغۂ خدمتِ فرنگ اپنے سینۂ کمینہ پر لٹکائے حاضرِ خدمت ہیں۔

مرزا قادیانی اور اس کے خاندان کے اعترافات:

(۱) ''میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکارِ انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ ''مفسدہ'' ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جنگ جو جوان بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد دی تھی۔'' (''تحفہ قیصریہ'' صفحہ ۱۶۔ مصنف: مرزا قادیانی)

(۲) ''سب سے پہلے میں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکارِ دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ رئیسِ قادیان کیسے سرکارِ انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں اضافت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکارِ دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح ہمیشہ وہ ہوا خواہِ سرکار رہے۔ گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کر سکتی ہے۔ اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم صفحہ ۲۴۹، جمع کردہ محمد صادق مطبوعہ ۱۹۱۳ء بدر ایجنسی قادیان)

(۳) ''یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکارِ انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدماتِ گزشتہ کے لحاظ سے سرکارِ دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔''

(مجموعہ اشتہارات حصہ سوم جمع کردہ محمد صادق صفحہ ۲۲ ۲، اشتہار نمبر ۴۸ مرقومہ مرزا قادیانی۔ ۱۸۹۸ء خط بنام بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ)

چوتھا حوالہ دیکھیے اور خدمتِ فرنگ کا سیاہ سورج طلوع ہوتا بھی دیکھیے کہ مرزا قادیانی نے اس موضوع پر کتنی سچی بات کہی ہے:

(۴) ''میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے:

اوّل: والد مرحوم کے اثر نے

دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے

سوم: خدا تعالیٰ کے الہام نے

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرِ سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔''

(ضمیمہ تریاق القلوب، نمبر ۳ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ ۱۹۳۸ء ایڈیشن نمبر ۳)

یہ تو تھے مرزا قادیانی اور اس کے خاندانی اعترافات۔ لیجیے اب مرزا قادیانی کی ایک خفیہ سرکاری مہم کا کچا چٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی، برطانوی سامراج کا سیاسی جاسوس:

(۵) ''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے اندر رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا ہے تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہوتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں اس لیے ہم نے اپنی محسن گرنمنٹ کی پولیٹکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کیے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں کیوں کہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ در حقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔''

(درخواست از مرزا قادیانی ''تبلیغ رسالت''۔ جلد ۵، صفحہ ۱۱، یکم جنوری ۱۸۹۶ء)

ہندوستان پر فرنگی سامراج کے غاصبانہ تسلط کے بعد مرزا قادیانی برٹش انڈیا میں برطانوی سامراج کا سیاسی گماشتہ تھا۔ وہ جہاں دین میں نقب زنی میں ماہر تھا وہاں سیاسی طور پر بھی اپنا ایک رول ادا کرتا تھا جو مندرجہ بالا عبارت سے آشکارا ہے کہ مرزا قادیانی ان مسلمان

مجاہدین کی جاسوسی بھی کیا کرتا تھا جو برطانوی سامراج کے خلاف جہاد میں مصروف تھے۔ مرزا قادیانی نے اس عبارت میں ان مجاہدین اسلام کو نافہم، باغی، ناحق شناس، باغیانہ سرشت والے، شریر لوگ، مفسدہ پرداز، نادان اور جاہل تک کہا۔ مسلمان جہاد میں مصروف تھے اور مرزا قادیانی انھیں گالیاں دینے میں مصروف اور جاسوسی کا ''فرض'' ادا کرتا رہا۔ مرزائی اور لبرل لوگ آنکھیں کھول کر مرزا کی عبارت پڑھیں اور دیکھیں کہ ان مجاہدین کی فہرستیں تیار کر کے مرزا قادیانی حکومت برطانیہ کو مہیا کرتا رہا اور وہ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں اپنی جوانیوں کی بہار کو خزاں آشنا کرتے رہے اور مرزا قادیانی یوں ''اجر رسالت'' حاصل کرتا رہا اور اقتدار فرنگ کی داد دیتا رہا۔ مرزا قادیانی اس قدر عیار و دجال ہے جس کا وزن کرنا بہت مشکل امر ہے۔ وہ ایک ماہر راہزن ہے:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اپنی تمام برائیوں، بدکاریوں اور حرام خوریوں کو بڑی چابک دستی سے ''حسنِ عمل'' کا لبادہ پہناتا ہے اور اپنے دام مکر و فریب کے گرفتار شدگان کو حواس باختہ کر کے قائل کرتا ہے کہ مرزا کے تمام اعمال بد اعمال حسنہ ہیں۔ پہلے مرزا خود اپنی قباحتوں کا معترف ہوتا ہے پھر برٹش ایمپائر کے سرکاری حوالوں سے اپنے برٹش ایجنٹ ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

یہ سب کچھ جو قارئین نے ملاحظہ کیا اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی کتابوں میں اس قسم کی گفتگو جا بجا بکھری ہوئی ملے گی کہ:......

(۱) مرزا قادیانی کا خاندان انگریزوں کا وفادار و غلام تھا۔

(۲) خود مرزا قادیانی نے اپنے بزرگوں کی موت کے بعد برٹش ایمپائر سے تعلقات کی تجدید کی اور گوشۂ گمنامی سے نکلنے کے لیے درمیانی راستہ تلاش کیا۔

(۳) مرزا قادیانی نے قعرِ گمنامی سے بامِ شہرت تک کون کون سی منزلیں طے کیں اور کیا کیا روپ دھارے وضاحت و صراحت سے اس کے اپنے اعترافات ہیں کہ اس نے دربار فرنگی میں بلند مقام حاصل کرنے کے لیے

الف: مجاہدین کی جاسوسی کی

ب: جہاد کے خلاف فتویٰ دیا کہ جہاد حرام ہے

ج: فرنگی کی اطاعت کے لیے قرآن وسنت کے مضامین غتر بود کیے

د: فرنگی کو اولوالامر، اللہ کی رحمت اور محسن گورنمنٹ ثابت کرنے کے لیے ۲۴ کتابیں، رسائل اور اشتہارات شائع کیے۔

(۴) مرزا قادیانی نے اس کار بد کے لیے سترہ سال صرف کیے اور ان کتابوں کو عین انھیں دنوں میں ہندوستان میں بکثرت شائع کیا جب مسلمان مختلف علاقوں میں اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کر کے جہاد میں مصروف تھے۔

(۵) ہندوستان کے مسلمانوں کے جہاد کے اثرات مشرقِ وسطیٰ پر بھی مرتب ہوئے اور عرب مسلمان فرنگی سامراج کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں کی اخلاقی حمایت کرتے تھے۔ اس اخلاقی اعانت کو زائل کرنے کے لیے مرزا قادیانی نے عرب ممالک میں اپنی کتابیں بھجوائیں تاکہ وہاں بھی فرنگی کی اطاعت ومحبت پیدا ہو اور ہندی مسلمانوں کی اعانت روک دی جائے۔

(۶) اس عملِ بد کی نشرواشاعت میں ہندوستان کے وہ رؤسا اور جاگیردار جو ۱۸۵۷ء میں غداریوں کے عوض میں جاگیردار بنائے گئے تھے۔ مرزا قادیانی کی اس موومنٹ میں شانہ بشانہ نظر آتے ہیں۔ چند نام ملاحظہ کریں، ایسے لوگوں کی فہرست مرزا قادیانی نے خود شائع کی ہے جن کی تعداد تین سو سولہ ہے۔ (مجموعہ اشتہارات مرتبہ محمد صادق حصہ سوم صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ بدر ایجنسی، قادیان ضلع گورداسپور اپریل ۱۹۱۲ء)

چند نام جو لطافتوں سے مبرا ہیں ملاحظہ ہوں:

(۱) خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

(۲) مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الٰہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب دار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔

(۳) مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلع دار رئیس کلانور

(۴) سید محمد احسن صاحب وائسریکل باڈی گارڈ رئیس امروہہ

(۵) راجہ پائندہ خاں رئیس دارا پور ضلع جہلم

(۶) میاں سراج دین رئیس کوٹ سراج دین ضلع گوجرانوالہ

(۷) سردار محمد باقر خاں قزلباش کان گڑھ

(۸) راجہ عبداللہ خان صاحب رئیس ہریانہ

(۹) میاں معراج دین از خاندان میاں محمد سلطان رئیسِ اعظم لاہور
(غالباً یہ معراج دین صاحب سر فضل حسین کے بزرگ ہیں جنھوں نے حق نمک ادا کرتے ہوئے سر ظفر اللہ خان کو وائسرائے کی ایڈوائزری کونسل میں ہندوستان کے مسلمانوں کا نمائندہ نامزد کرایا)

(۱۰) مفتی محمد صادق رئیس بھیرہ

(۱۱) راجہ عطاء اللہ رئیس باڑی پور کشمیر

(۱۲) سید حسام الدین رئیس سیالکوٹ

(۱۳) منشی حبیب الرحمٰن رئیس کپورتھلہ

اس کے علاوہ پچاس سے زیادہ وہ لوگ ہیں جو پولیس کے اعلیٰ افسر ہیں یا ضلع دار، تحصیل دار، مجسٹریٹ یا فرنگیوں کے پرائیویٹ نوکر اور اعلیٰ فرنگی حکام کے دوست، خدمت گزار، ٹاؤٹ اور ٹوڈی ...... جو:

الف: مرزا قادیانی کی مالی اعانت کرتے

ب: مرزا قادیانی کو سرکاری خفیہ مراسم میں آگے بڑھنے میں مدد دیتے

ج: مرزا قادیانی کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچاتے

د: مرزا قادیانی کے مخالفین کو حکام کے ذریعے مرعوب وہراساں کرتے اور انھیں دھمکیاں دے کر مرزا کی مخالفت سے روکتے، ان پر سی آئی ڈی کے گماشتے چھوڑے جاتے جو ان کی نقل وحرکت کی سخت نگرانی کرتے اور ان کے دینی وانقلابی عملِ خیر کو فرنگی دشمنی کا نام دے کر قید وبند کی وادی میں دھکیل دیتے۔

(۷) مرزا قادیانی، اس کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود اور اس کے مُربی حکیم نور الدین نے اس فارمولے پر عمل کیا کہ سرکار فرنگی کی دہلیز پر جبہ سائی نہ چھوڑی جائے۔ حکومتِ

برطانیہ کی خوب مدح سرائی کی جائے اور اپنے مخالفوں کے خلاف برطانوی حکومت کے کان بھرے جائیں، جائز و ناجائز رپورٹیں بہم پہنچا کر انھیں زیر کیا جائے اور حکومت سے مفادات حاصل کیے جائیں۔

اور یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جس شخص نے بھی مال و دولت کی دنیاءِ دُوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا ہے۔ اس کا روٹ ہی مجرمانہ ہے۔ حکمرانوں کے بوٹ پالش کرو اور قربِ سلطان حاصل کرو اور اس قرب کی گھاٹی میں جب بھی خلوت میسر آئے اپنوں کے لیے مناصب مانگے جائیں اور مخالفوں کے لیے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کا بندوبست کیا جائے۔ پنجاب کے تمام رؤساء اور جاگیرداروں کا سیاسی قد کاٹھ اسی رویئے کا مرہونِ منت ہے اور ان کا ماضی، حال اور مستقبل اسی روش، وطیرہ اور حکمتِ عملی پر منحصر ہے۔ یہ لوگ جبینِ نیاز جھکائے بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتے اور ان کی اسی قدرِ مشترک کی وجہ سے ان میں باہمی بہت سی اقدار کا اشتراک ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ازدواجی مراسم بھی اسی ''رشتہ'' کی بنیاد پر قائم ہو جاتے ہیں جس میں قومیت اور کفو کا قرآنی حکم بھی مضمحل ہو کر بکھر بکھر جاتا ہے۔

اسی رویہ، روش، وطیرہ اور قدرِ مشترک کے سہارے مرزا قادیانی کے نظریات و افکار ہندوستان کے بعض وڈیروں میں پھیلے۔ انھوں نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ اس کے عوامی ابلاغ کی راہ ہموار کی۔ آج بھی جو لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں وہ یا تو سیاسی طور پر خچر صفت ہیں یا نو دولتیے اور یا پھر ۱۸۵۷ء کے جاگیرداروں، نوابوں اور رئیسوں کی باقیاتِ سیئات ہیں جو یونیورسٹیوں کے ارتیابی و تشکیکی راستوں سے ہوتے ہوئے زندگی کے مختلف شعبوں کی بلندیوں پر غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور پاکستان کو شیرِ مادر سمجھتے ہیں اور اس کی تمام دولت کو سرمایہ داروں کے آوارہ چھوکروں کی طرح برباد کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ آج کی اس دنیا میں یہی لبرل مسلمان مرزائیت کا خام مال ہیں۔ اس کا مشاہدہ اندرونِ ملک تو تھا ہی۔ لیکن میں نے اپنے برطانیہ کے دو اسفار میں بھی اسی حالت کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں بھی مرزائیوں کا ہدف یہی مخلوق ہے اور طریقۂ واردات بھی بالکل وہی ہے جو پاکستان میں ہے یا جو متحدہ ہندوستان میں تھا کیوں کہ مرزا قادیانی نے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ بھی یہی تھا۔ لہٰذا مرزائیوں کے اعتقادی اجزا میں یہ بات شامل ہے کہ:.....

(۱) حکمرانوں کی چاپلوسی کی جائے اور تملق میں سب سے بڑھ کر کمال دکھایا جائے

(۲) پولیس اور اعلیٰ افسران سے روابط بڑھائے جائیں، ان کی دعوتیں کی جائیں، انھیں اپنے وجیہ نبیل اخلاق کا گرویدہ بنایا جائے۔

(۳) لبرل مسلمانوں کو اور سیاسی آوارہ گردوں کو ان کے مذاق کے مطابق مجلسیں مہیا کی جائیں اور مضبوط دینی ذہن رکھنے والے افراد پر پھبتیاں کسنے میں موافقت کی جائے اور اس طرح ایک کو آپریٹو ماحول پیدا کر کے مرزائیت کا نخچیر بنایا جائے۔

برطانیہ میں کیمبرج یونیورسٹی ہال میں مرزائیوں نے ایک اجتماع کیا جس کا موضوع تھا ''بانیانِ مذاہب اور ان کا تعارف''۔ اس میں مسلمانوں کی نمائندگی خود سنبھال لی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم احرار کارکنوں کو بھی موقع دیا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گئے۔ وہاں صورتِ حال یہ تھی کہ برطانوی پولیس کے ایک درجن سے زائد افراد وہاں موجود تھے اور ان کا انسپکٹر سول ڈریس میں ایک طرف گربہ مسکین بنا کھڑا تھا۔ جب ہم میٹنگ ہال میں داخل ہونے لگے تو پولیس نے ہمیں روک لیا۔ ہم نے اپنے موقف کو مضبوطی سے اس کے سامنے رکھا کہ جب میٹنگ اوپن ہے تو پھر ہمیں جانے سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ یہ بات ان کی عقل میں آ گئی اور ہم اندر چلے گئے۔ جب قادیانی عطاء المجیب تقریر کے لیے کھڑا ہوا تو میں بھی سامعین کے درمیان اپنی کرسی پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز میں آیت خاتم النبیین کی تلاوت شروع کر دی۔ میں نے اسے مسلمانوں کی نمائندگی سے منع کر دیا اور جلسہ برخواست ہو گیا۔

دوسرا واقعہ بھی برطانیہ کے شہر ہڈرس فیلڈ میں مجلس احرار کی ختم نبوت کانفرنس کا ہے کہ پولیس کے دو نمائندے ہمارے میٹنگ ہال میں آئے اور انھوں نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ منتظمین سے پوچھا کہ سنا ہے تم لوگ یہاں حکومتِ برطانیہ کے خلاف جلوس نکال کر کوئی ہلڑبازی کرنا چاہتے ہو۔ ان کی خوب تسلی کرائی کہ ہمارا تو مشن ہی صرف تبلیغِ ختم نبوت ہے برطانیہ کے سیاسی نشیب و فراز سے ہمارا کوئی تعلق نہیں وہ تو چلے گئے۔ جب ہم نے تحقیق کے لیے مقامی ساتھیوں سے گزارش کی تو عقدہ یہ کھلا کہ ہڈرس فیلڈ کے مرزائیوں نے فون کیے اور درخواست دے کر پولیس کو ہمارے خلاف اکسایا۔ بعد میں پولیس نے ہمارے تبلیغی عمل میں مداخلت پر بھر پور معذرت کی۔ اس ساری گفتگو کا حاصل و مقصد یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جہاں سے ابتداء کی

تھی مرزائی آج بھی اسی جگہ کھڑے ہیں کہ:……

(۱) ہر حکمران کی خوشامد کی جائے اور اپنے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔

(۲) مخالفین کو پریشان کر کے مرعوب کیا جائے۔

پاکستان کے ارباب اختیار، سول اور اعلیٰ فوجی افسر، پولیس، سیاست دان اور لبرل مسلمان ہوش کی آنکھ کھولیں اور ہم خدام ختم نبوت کے راستہ میں رکاوٹ کھڑی نہ کریں۔ ۱۹۵۳ء میں مجلس احرار اسلام کی دعوت پر تمام مکاتب فکر کی برپا کردہ تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت میں ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ سے آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے اعلان عام کے باوجود بہت سے سرکاری وسیاسی ملازمین، مسلمانوں کے مقابلے میں مرزائیوں کی کھلم کھلا حمایت کرتے ہیں، انھیں مظلوم کہتے ہیں اور تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والوں پر طعن وتشنیع کرتے ہوئے ہرگز نہیں شرماتے۔ سیاستدان اور لبرلزان سے گھل مل کر رہتے ہیں، رشتے ناتے کرتے ہیں اور ووٹوں کی بھیک مانگتے ہیں جو قادیانیوں کی بزدل مکار، مکروہ اور جعلی خلافت کی سازشوں کی ظاہری کامیابی کا ذریعہ ووسیلہ ہے۔

اس ماحول میں مسلمانوں اور خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے مشن کا کام کرنے والے خدام اور مبلغین پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

(۱) عقیدۂ ختم نبوت کی قرآن وحدیث کی روشنی میں تبلیغ ودعوت

(۲) عوام اور خواص کو قادیانی سازشوں سے آگاہ کرنا

یہ ایک اہم فریضہ ہے۔ آیئے! اس فریضے کی ادائیگی کے لیے مجلس احرار اسلام کی خالص دینی، دعوتی اور اصلاحی جدوجہد میں شریک ہو کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے آخری نبی ورسول سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کریں۔

(مطبوعہ: ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان، مارچ، اپریل ۱۹۸۸ء)

☆☆☆

''ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی''

یار! تم مرزائیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہو، کیا یہ بھی کوئی کام ہے؟

طاہر! تم چھ ماہ بعد ربوے جاتے ہو واپسی پر نہ جانے تمہیں ربوائی بخار ہو جاتا ہے۔ تم بے کار باتیں کرنے لگ جاتے ہو۔ وہ وہ اول فول بکتے ہو کہ خدا کی پناہ۔ میں تمہاری سنگت وہمسائیگی سے تنگ آ چکا ہوں۔

چودھری صاحب آپ خفا نہ ہوں۔ یہ جمہوریت کا دور ہے۔ مجھے بھی تو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے۔ پھر وہی بات۔ میں نے بھی کبھی تمہاری مذہبی شخصیتوں کو کچھ کہا۔ تم کو اپنی مذہبی رائے کے اظہار کا تو مکمل حق ہے مگر ہمارے مذہبی زعماء کے حق میں ہرزہ سرائی کا بھی کیا جمہوریت تمہیں حق دیتی ہے؟

نہیں جناب جمہوریت اس کا حق تو نہیں دیتی۔

پھر تم میری پسندیدہ شخصیات کو برا بھلا کہہ کر مجھ سے کس رواداری کی توقع رکھتے ہو؟ ۴۷ برس ہو گئے تمہیں میرے ساتھ کام کرتے ہوئے۔ تمہارا ہمارا گھر بھی ایک ہی محلے میں ہے۔ میں نے رواداری کے جذبے کے ماتحت ہی تمہارا بیسیوں دفعہ تحفظ کیا۔ ورنہ محلے کے نوجوان تمہارا مردہ بھی ذلیل کر دیتے۔ تم نے پچھلے دنوں ایک اور کمینی حرکت کی۔ میرے ہی بچوں کو سیر وتفریح کے بہانے تم پہلے ربوے لے گئے۔ جہاں تم نے مرزا طاہر کا ہفتہ وار ڈرامہ دکھایا۔ پھر اس کی بہت ہی وڈیو کیسٹیں دکھائیں پھر تم نے وہاں سے ایک ''چگی داڑھی والے فریبی'' کو ساتھ لے کر اپنا ہم سفر بنایا جو بطور خاص تربیت کے لیے چپکا رہا۔ تم مری گئے تو مرزائی (قادیانی) کے گھر میں رہے۔ مغرب کے بعد تم میرے بچوں کو اپنے دارالذکر میں لے

گئے اور اپنے ''ویجی ٹیبل مذہب'' کی تبلیغ کرتے رہے۔ تم سوات اور کاغان ویلی میں گھومے پھرے مگر تم نے ان بچوں کی نگرانی یوں کی جیسے اسرائیلی فلسطینی مسلمانوں کی کرتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے تم نے یہ کارِ خیر بھی یہودیوں سے سیکھا ہے۔ اب میرے بڑے لڑکے نے اللہ کے فضل ورحمت سے سیکنڈ ڈویژن میں ایم اے انگلش پاس کیا ہے تو تم نے اسے باہر بھجوانے کا جھانسہ دیا اور اسے ۲۵ ہزار ماہانہ کا لالچ دیا اور کہا کہ معمولی بات ہے۔ ایک کام ہمارا بھی کر دو کہ مرزائیت کی ''سنہری، ورد پیلی'' گلی میں سے ہو کر گزر جاؤ اور ہمارا فارم پُر کر دو...... جس میں غلام احمد قادیانی سے لے کر مرزا طاہر تک سب کی اطاعت کا وعدہ لیا جاتا ہے۔ (تب مرزائیوں کا پیشوا مرزا طاہر زندہ تھا)۔

تم نے میرے بیٹے کی اطاعت وغلامی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ کر ایسے گندے، غلیظ، زنا کار لوگوں سے وابستہ کرانے کی ناپاک حرکت کی۔ تمھیں شرم نہیں آتی۔ تم نے اس بات کی لاج بھی نہ رکھی کہ میں تمہارا محسن ہوں۔ تم نے محسن کشی کی۔ اس وقت کو یاد کرو جب تمہاری منگیتر کو ''الہام'' کی خوشخبری کے ذریعہ مسٹر ناصر لے اڑا تھا اور تم روتے ہوئے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے پوری ایمانداری سے تمہاری مدد نہیں خدمت کی۔ صرف انسانیت کے حوالے سے۔

چودھری صاحب مجھے معاف کر دیں۔ آپ تو سیریس ہو گئے ہیں، جانے بھی دیں۔ چودھری صاحب۔

پلیز اپنے رویے پر نظر ثانی کریں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ بھی ان معاملات میں مذہبی ذہن رکھتے ہیں۔

طاہر! نام تو تمہارا طاہر ہے مگر کام تمہارا نجاست پھیلانا ہے۔ تمہارے اندر کی نجاست تمہاری زبان پر آ گئی کہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں۔ الحمدللہ میں مذہبی ذہن رکھتا ہوں ورنہ سینتالیس برسوں میں تو میری لٹیا ہی ڈوب گئی ہوتی۔ میری بیوی بچے ہم سب کے سب تمہارے ہم

زبان ہو گئے ہوتے۔ واقعتاً تم منافق ہو۔ قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے تمہارے متعلق ٹھیک ہی کہا تھا۔ ہم نے بلاوجہ اس کی مخالفت کی وہ تمہیں منافق سمجھتا تھا۔ اسی لیے اس نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا۔ تم سینتالیس برس تک میرے ہمسایہ میں رہ کر میری انسانیت پروری و ہمدردی کے باوجود اپنے اندر کوئی تبدیلی نہیں لا سکے تو تم نے مجھے ہی مذہبی غیرت سے محروم سمجھ لیا تھا جو میری اولاد پر وارداتیا بن کر شب خون مارنے کی ٹھانی۔ تم سچے کافر ہو، اس میں کوئی شک نہیں۔ تمہاری اس واردات کے بعد مجھے اس بات کا یقین آ گیا ہے کہ تم اپنے کفر میں بہت مضبوط اور مرزائیت کا گند پھیلانے کے لیے تمہیں جو بھی روپ دھارنا پڑے۔ تم دھار لیتے ہو، تم بہروپیئے ہو اور میں دوبارہ کہتا ہوں بھٹو سچا تھا۔ تم سولائزڈ منافق ہو...... میں آج کے بعد تمہیں منافق کہوں گا اور تمہیں محلے سے ویسے ہی نکالوں گا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو نام لے کر مسجد نبوی سے نکالا تھا۔ سنو! مولانا ظفر علی خاں مرحوم ومغفور میرے محسن بھی ہیں اور میرے رہنما بھی۔ میرے زعیم ہیں میرے پسندیدہ شخص ہیں۔ آج تم نے ان کے خلاف بک بک کی تو مجھے بہت تکلیف ہوئی۔ تم ان کی پیش گوئی کے مصداق ہو۔ انھوں نے سچ فرمایا تھا:

آج بادِ صبا خبر لائی
ہیں بڑے ہی خبیث مرزائی

(مطبوعہ: ''نقیب ختم نبوت'' اکتوبر ۱۹۹۴ء)

"......اور مارشل لا نافذ کر دیا گیا!"

مرحوم استاد دامن نے کہا تھا:

ساڈے دیس وچ موجاں ای موجاں
جدھر ویکھو فوجاں ای فوجاں

استاد کا اشارہ "ضیاء الحق مارشل لا" کی طرف تھا۔ اس سے پہلے وہ ایوب خانی اور یحییٰ خانی مارشل لاؤں کا ذکر بھی...... "جی او میریا ڈھول سپاہیا!" کہہ کے کر چکے تھے۔ اس لیے مارشل لا کا ذکر جب بھی آتا ہے، ہمیں موجیں مارتی ہوئی فوجیں، بندے مارتے ہوئے ڈھول سپاہی، جھک مارتے ہوئے سیاست دان اور بہت کچھ...... یاد آ جاتا ہے۔ ہمیں پاکستان کا پہلا مارشل لا یاد آ جاتا ہے۔ ۱۹۵۳ء کے خونیں ایام یاد آتے ہیں۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان، جنرل اعظم خان، خواجہ ناظم الدین اور میاں ممتاز دولتانہ یاد آتے ہیں۔ "خبریں" کی ایک اشاعتِ خاص (۱۴ر ستمبر ۱۹۹۵ء) میں ڈاکٹر صفدر محمود کی طویل تحریر...... "اور مارشل لا نافذ کر دیا گیا" شائع ہوئی تو ہمیں یہ سب کچھ بہت یاد آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا تھا کہ......

"۲۵ر مارچ ۱۹۵۳ء کو میاں ممتاز دولتانہ اور ان کی کابینہ مستعفی ہو گئی جس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک وجہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ تھی جس نے خواجہ ناظم الدین اور میاں ممتاز دولتانہ کے مابین اختلافات کی خلیج کو وسیع تر کر دیا تھا۔ دوسری وجہ قادیانیوں کے خلاف تحریک تھی جسے عام طور پر "ختم نبوت تحریک" کہا جاتا ہے، اس تحریک نے پنجاب میں امن و امان کو بالکل ختم کر دیا تھا۔ اس کا اعصابی مرکز لاہور تھا۔ اور صوبائی دار الحکومت میں حالات پر قابو پانے کے لیے ۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کو مارشل لا نافذ کر دیا گیا، جو مئی تک جاری رہا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا تھا

کہ میاں ممتاز دولتانہ نے اس تحریک کا رُخ مرکزی حکومت کی طرف موڑنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی پاداش میں انہیں نہ صرف اپنے منصب کی قیمت ادا کرنی پڑی بلکہ اس سے خواجہ ناظم الدین کی برطرفی کی راہ بھی ہموار ہو گئی۔

اینٹی احمدیہ موومنٹ یا ختم نبوت تحریک کے نتیجے کے طور پر مارشل لا کا لگنا بھی ایک طرح سے مسلم لیگ کی کمزوری کی علامت تھی کیونکہ اگر مسلم لیگ صحیح معنوں میں ایک عوامی اور منظم جماعت ہوتی تو صورتحال کو اس قدر بگڑنے نہ دیا جاتا کہ سول انتظامیہ بے بس ہو جاتی اور فوج کو نظم و نسق سنبھالنا پڑتا۔ دراصل ختم نبوت تحریک علماء نے شروع کی جو سمجھتے تھے کہ احمدی مُرتد ہیں۔ وہ ظفر اللہ خان اور دوسرے احمدی افسران کے بڑھتے ہوئے اثر کو ناپسند کرتے تھے۔ یہ تحریک کئی ماہ جاری رہی اور تقریباً ہر روز پانچ دس ہزار افراد سڑکوں پر احتجاج کرتے، سرکاری املاک کو آگ لگاتے اور تھانوں پر حملے کرتے۔ ۶ر مارچ ۱۹۵۳ء کے دن کئی دکانوں کو آگ لگا دی گئی اور لاہور کے اندرون شہر میں صورتحال نازک ہو گئی۔ جب تحریک اپنے عروج پر تھی تو دولتانہ صاحب نے بیان دے دیا کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور ظفر اللہ کو ڈسمس کر دیا جائے، چنانچہ اسی دن مارشل لا نافذ کر دیا گیا۔ اس طرح پاکستان بننے کے بعد پہلی دفعہ فوج سیاست میں ملوث ہوئی۔ "پاکستان میں جمہوری عمل کی بنیادوں پر یہ پہلی کاری ضرب تھی۔"

ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے، وہ اخذ و ترتیب کا کمال تو ہو سکتا ہے، مشاہدہ اور بیان واقعہ نہیں۔ تحریک مقدس، تحفظ ختم نبوت کو "اینٹی احمدیہ موومنٹ" یا "احرار احمدی نزاع" کہنے والوں نے ہمیشہ اسی یک طرفہ نقطۂ نظر کی ترجمانی کی ہے جسے تاریخ ہمیشہ کے لیے غلط ثابت کر چکی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ کرنے والے گردن زدنی تھے اور ۱۹۷۴ء میں سرفراز و ظفر یاب؟ کاش، پوچھو کہ مدعا کیا ہے؟

تحریک تحفظ ختم نبوت کو ممتاز دولتانہ کی سازش اور ساز باز کہنا کوئی "اچھوتی بانگی" نہیں ہے۔ یہ مرزائیوں کا پروپیگنڈہ ہے۔ ورنہ یہ عجیب "سازش" تھی جو ناظم الدین کے ساتھ ساتھ

دولتانہ کو بھی لے ڈوبی۔ حقیقت یہ ہے کہ سازش تو لیاقت علی خان کے قتل سے شروع ہو چکی تھی۔ ناظم الدین کا وزیر اعظم بنایا جانا بھی اسی سازش کا حصہ تھا۔ کیونکہ موصوف کے وزیر اعظم بنتے ہی...... ایک طرف تو

(۱) تیل کے مسئلے پر ایران اور نہر سویز کے مسئلے پر مصر کی حمایت کی پالیسی ترک کر دی گئی۔ برطانیہ بہادر کی خوشنودی کی خاطر!

(۲) امریکہ نے پاکستان کو امریکی گندم کی درآمد کے لیے ڈیڑھ کروڑ ڈالر کا قرض دینے کی پیش کش کر دی......

اور دوسری طرف

(۱) مشرقی پاکستان میں قومی زبان کے مسئلہ پر، پُرتشدد تحریک شروع ہو گئی۔

(۲) کراچی میں طلباء ایجی ٹیشن کے ہنگامے شروع ہوئے اور پولیس کی فائرنگ سے ایک ہی دن میں سات طلباء ہلاک ہوئے۔

(۳) سندھ میں صوبائی مسلم لیگ کے صدر ایوب کھوڑو نے وزیر اعظم کے خلاف بغاوت کر دی۔

(۴) پنجاب کے وزیر اعلیٰ دولتانہ نے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ کی مخالفت کی تو صوبے کی لیڈر شپ اور رائے عامہ کاملاً ان کی تائید میں تھی۔

(۵) قادیانیوں کی تبلیغی، تنظیمی اور سیاسی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ گئیں۔ بلوچستان کو مرزائی ریاست بنانے کی "بشارت" عام تھی۔ مرزائیوں نے وزیر خارجہ چودھری سر ظفر اللہ کی زیر سرپرستی ملکی اداروں میں اسی قدر اثر و نفوذ حاصل کر لیا جتنا آج امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔

کیا یہ سب دولتانہ کی سازش تھی؟ دولتانہ نے تو تحریک ختم نبوت کو تشدد سے کچلنا چاہا، لیکن آگ اور بھڑک اٹھی۔ راج سنگھاسن ڈولنے لگا تو وہ محتاط ہو گئے۔ بعد میں جب مارشل لا

لگایا گیا تو وہ بھی لیگی مرکز کے ایماء پر لگایا گیا تھا، نہ کہ فوج کی خواہش اور دولتانہ کی کوشش سے!

فوجیوں کو تو یہ معلوم نہیں تھا کہ تحریک چلانے والے انڈیا کے حق میں ہیں یا پاکستان کو بچانے کے لیے موومنٹ چلا رہے ہیں۔ وہ تو یہ کہہ کر گولی چلاتے تھے کہ "غدارو! کمینو! پاکستان دشمنو!" جب ان مارشل لائی افراد کو حقیقت حال کا علم ہوا تو انھوں نے گولی چلانے سے انکار کر دیا۔ پھر پنجاب پولیس اور مرزائی افسروں نے مل کر گولیاں برسائیں اور جی بھر کے ناموس رسالت کے پروانوں کو بھونا۔ اور یہ سب کچھ مسلم لیگی جاگیرداروں نے کیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ ان حالات میں خواجہ ناظم الدین کی "وزارتِ عظمیٰ" کیا کر رہی تھی؟

۱۱/اگست ۱۹۵۲ء سے ۲۶/فروری ۱۹۵۳ء تک، خواجہ صاحب سے تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کی مسلسل ملاقاتیں رہیں۔ خواجہ کی تان اسی بات پر آ کر ٹوٹتی رہی کہ......

"میں جانتا ہوں کہ اگر مجلس عمل کے مطالبات مان لوں تو سارے پاکستان میں پاپولر ہو جاؤں گا مگر مشکل یہ ہے کہ امریکہ سے جو معاملات طے ہوئے ہیں وہ خراب ہو جائیں گے۔ ظفر اللہ کو ہٹا دوں تو گندم کا ایک دانہ نہیں ملے گا۔ تم لوگ میری مشکلات کو نہیں جانتے......"

لیکن خواجہ کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تھا جو ظفر اللہ خاں آج اتنا موثر ہو گیا ہے وہ کل کو کیا کچھ نہ کر گزرے گا؟...... نتیجہ یہ نکلا کہ تحریک زور پکڑ گئی۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب "مارشل لا سے مارشل لا تک" کے مصنف سید نور احمد مرحوم (سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ پنجاب) کے بقول

"گورنر جنرل کے لیے فیصلہ کن قدم اٹھانے کا وقت آ گیا تھا۔ لیکن انھوں نے ایک مہینے کے قریب انتظار کیا اور خواجہ ناظم الدین کو اس بات کی مہلت دی کہ وہ چند سیاسی فیصلے اپنی قلم سے کر جائیں۔ فیصلے یہ تھے۔

(۱) دولتانہ سے کہا گیا کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ اور صوبائی مسلم لیگ کی صدارت بھی خالی کر دیں۔

(۲) ان کی جگہ مشرقی پاکستان کے گورنر ملک فیروز خان نون کو پنجاب کا وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔

(۳) ملک فیروز خان نون کی جگہ مشرقی پاکستان کی گورنری پر چودھری خلیق الزماں کو فائز کر دیا گیا۔

(۴) ان فیصلوں کی کامیابی کی ضمانت کے طور پر دولتانہ سے یہ بھی کہا گیا وہ پنجاب اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے سامنے خود تجویز پیش کر کے اپنے جانشین کو پارٹی لیڈر منتخب کرائیں۔ اور پھر طویل عرصے کے لیے پاکستان سے باہر چلے جائیں۔ دولتانہ کو لاہور میں مارشل لاء کا ڈنڈا نظر آتا تھا۔ انھوں نے تمام احکام کی تعمیل کر دی۔ اور اپنے بال بچوں کو لے کر یورپ کی سیر کو چلے گئے۔'' (صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰)

دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین کی باہمی چپقلش اور آویزش کا جو زلزلہ مسلم لیگ پر گرا اس آویزش و سازش کا زیادہ اثرِ بد مسلمانوں کے عقائد پر پڑا۔ کیونکہ مسلم لیگی بزرجمہر بنیادی طور پر سیکولر اور لبرل تھے۔ اس لیے عقائد کو قربان کرنا ان کے لیے بہت آسان تھا اور انھوں نے اسلامی عقائد قربان کر کے ہی مرزائیوں کو اقتدار کی ڈوری تھما دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنجاب میں مرزائیوں نے اپنے اقتدار کے لیے مسلم لیگی سورماؤں کو اسی ڈوری سے نچایا۔ لوگوں نے اس نچانے والے کو بھی دیکھا اور ناچنے والوں کو بھی! مجلس احرار اسلام اس تماشے کو برداشت نہ کر سکی اور پاکستان کی تباہی و ویرانی کو کھلی آنکھوں نہ سہہ سکی تو اس نے آل پارٹیز کنونشن بلایا۔ اس کنونشن میں مرکزی حکومت کے سامنے مسلمانوں کے متفقہ چار مطالبات رکھے گئے کہ:

(۱) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے الگ کیا جائے۔

(۴) ربوہ کی زمین پر مہاجروں کو آباد کیا جائے۔

مطالبات تسلیم نہ کیے جانے کی صورت میں تحریک چلائی گئی اور اس کی بنیاد انہی مطالبات رکھی گئی اور اس تحریک کا نام ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' رکھا گیا۔ مسلم لیگی گوسفندوں نے اور مرزائی

جتھہ بندوں نے اس مقدس تحریک کو ''اینٹی احمدیہ موومنٹ'' کہا جو کہ ڈاکٹر صفدر محمود نے بھی لکھنا پسند کیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے احرار کا نام لیتے ہوئے یوں قلم چھپالیا۔ جیسے ہندو پتنیاں اپنے دھرم پتی کا نام لیتے ہوئے جھینپ جاتی ہیں۔ پھر انھوں نے لکھا ہے کہ ''علماء سمجھتے تھے کہ احمدی مرتد ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات لکھنے والا ابھی تک بندۂ بیگانہ ہے۔ ورنہ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام کے تمام مرزائیوں کو مرتد ہی سمجھتے ہیں۔ ''غیر مرتد'' تو انہیں وہ مسلم لیگی ہی سمجھتے ہیں جن کے دروازے آج بھی ان کے لیے کھلے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان مرتدوں کو احمدی لکھا ہے حالانکہ تمام مسلمان انہیں ''مرزائی اور قادیانی'' کہتے اور لکھتے ہیں اور یہی ان کا آئینی نام اور شناخت ہے۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب سے ایک ہی گزارش ہے کہ خدارا تاریخ میں ''اجتہاد'' نہ فرمائیں۔ اگر انھوں نے (ر) جسٹس جاوید اقبال کے ''اجتہادات'' سے متاثر ہو کر اجتہاد فرمانا شروع کر دیا تو یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہوگی۔ البتہ وہ اگر علامہ اقبال کے شبابِ فکر کی روشنی میں کوئی رائے قائم کرنا پسند کریں تو بہت مناسب ہے۔! (''روزنامہ خبریں'' لاہور، ۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۵ء)

تصویر کے دو رُخ

"تصویر کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی میں یہ کمزوریاں اور عیوب تھے۔ اُس کے نقوش میں توازن نہ تھا، قد و قامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کریکٹر کی موت تھی، سچ کبھی نہ بولتا تھا، معاملات کا درست نہ تھا، بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا، تقریر و تحریر ایسی ہے کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے...... لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اُس میں کوئی کمزوری بھی نہ ہوتی، وہ مجسمہ حسن و جمال ہوتا، قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی ۴۵ انچ کی، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی کو بھی پتا نہ چلتا، بہادر بھی ہوتا، مرد میدان ہوتا، کریکٹر کا آفتاب اور خاندان کا ماہتاب ہوتا، شاعر ہوتا، فردوسی وقت ہوتا، ابوالفضل اُس کا پانی بھرتا، خیام اُس کی چاکری کرتا، غالب اُس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیئر اور اردو کا ابوالکلام ہوتا، پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اُسے نبی مان لیتے؟...... میں تو کہتا ہوں کہ اگر علیؓ دعویٰ کرتے کہ جسے تلوار حق نے دی اور بیٹی نبی نے دی، سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا فاروقِ اعظمؓ اور سیدنا عثمان غنیؓ بھی دعویٰ کرتے تو کیا بخاری انھیں نبی مان لیتا؟ نہیں اور ہر گز نہیں...... میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تختِ نبوت پر سج سکے اور تاجِ امامت و رسالت جس کے سر پر ناز کرے۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم الانبیاء۔"

(خطاب: امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

ستمبر ۱۹۵۱ء، کراچی



احرار کے زرّیں کارنامے

- ★ مجلس احرار اسلام نے فرنگی کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کو پھلنے پھولنے نہیں دیا حالانکہ برٹش ایمپائر کی پوری قوت اِس کی آبیاری میں مصروف تھی۔ جہاں جہاں انگریز کا اقتدار پہنچتا، قادیانی ساتھ ساتھ جاتے
- ★ احرار کے جاں باز مجاہد ہی قادیانیت جیسے بے لگام فتنے کے منہ میں لگام دے سکتے تھے
- ★ احرار کے زرّیں کارنامے یہ ہیں کہ اپنی بے مثال اور لازوال جدوجہد سے انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں
- ★ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت میں مسلمانوں کے تمام مسالک کو فتنۂ ارتداد کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا
- ★ احرار نے تحفّظِ ختمِ نبوّت کے لیے وہ قربانیاں پیش کیں جو تاریخ میں ہمیشہ ثبت رہیں گی
- ★ احرار اپنے زرّیں کارناموں اور مخلصانہ جدوجہد کی وجہ سے زندۂ جاوید رہیں گے

مجاہدِ ملّت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق صدر مجلس احرار اسلام پاکستان)

لاہور دسمبر ۱۹۶۲ء

مجلسِ احرارِ اسلام

مجلس احرارِ اسلام کا قیام ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کو عمل میں آیا۔ اس جماعت نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکرِ احرار چودھری افضل حق، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری، شیخ حسام الدین، مولانا گل شیر شہید، نواب زادہ نصر اللہ خاں، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا غوث ہزاروی، آغا شورش کاشمیری رحمہم اللہ کی قیادت میں تحریک آزادی کے ہنگامہ خیز دور میں سرگرم کردار ادا کیا۔ ۱۹۳۰ء میں محدثِ عصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسے میں پانچ سو علما کی معیّت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو "امیر شریعت" منتخب کر کے بیعت کی اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب کا مشن آپ کے سپرد فرمایا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قادیان میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت قائم کیا اور دفاتر ختم نبوت کے ذریعے برصغیر میں فتنۂ ارتداد مرزائیہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں احرار نے تمام مکاتب فکر کو کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے تحریک ختم نبوت برپا کی اور قادیانی سازشیں ناکام ہوئیں، دس ہزار فرزندانِ توحید کو شہید کر دیا گیا اور احرار پر پابندی لگا دی گئی، ۱۹۵۸ء میں حکومت نے پابندی ختم کی تو حضرت امیر شریعت نے سرخ قمیص پہن کر ملتان میں احرار کی بحالی کا اعلان فرمایا اور پرچم کشائی کی۔ ۱۹۶۱ء میں حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبۂ تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۴ء میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۱۹۷۶ء میں چناب نگر (ربوہ) میں مسلمانوں کے باضابطہ پہلے اسلامی مرکز "جامع مسجد احرار" اور "مدرسہ ختم نبوت" کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۹۷۹ء میں حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کے مرکز ملتان میں "مدرسہ معمورہ" کی تشکیل نو کی، ملک بھر میں مدارس اور مراکز احرار و ختم نبوت کا ایک مہم کے طور پر آغاز کیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کا اجراء ہوا۔

الحمدللہ! آج مختلف شہروں میں بیس سے زائد دینی مدارس و مساجد اور مراکز و دفاتر سرگرم عمل ہیں اور نظریاتی و فکری اور تحریکی و اشاعتی کام کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ ملتان میں سالانہ ختم نبوت کورس کی کلاس اور ملک بھر میں فہمِ ختم نبوت خط کتابت کورس جاری ہے۔ ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان گزشتہ چوبیس سال سے شائع ہو رہا ہے جو علمی اور فکری محاذ پر بہترین کردار ادا کر رہا ہے۔

ملتان	لاہور	چیچہ وطنی	تلہ گنگ
0300-6321388	0300-4240491	0300-6939453	0300-5780390
061 - 4511961	042-35912644	040 -5482253	0543 -412201

www.ahrar.org.pk / www.alakhir.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوۃ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان